REGD NO P.67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

THE WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۳ — شمارہ ۲۲

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب:- فیض احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ - ۱۰/ روپے
ششماہی - ۶/۰ "
ممالک غیر - ۱۸/۰ "
فی پرچہ:- ۱۵ نئے پیسے

۲۸ ہجرت ۱۳۴۳ ھش | ۱۵ محرم ۱۳۸۴ھ | ۲۸ مئی ۱۹۶۴ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۷ مئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲۲ مئی بوقت ۷ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

"کل دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ کل حضور سیر کے لئے بھی تشریف لے گئے۔ رات سردی کی وجہ سے طبیعت بے چین رہی۔ اس وقت طبیعت بفضلِ تعالیٰ اچھی ہے۔"

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحتِ کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۲۶ مئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیرو عافیت ہیں۔ مع افراد خاندان مورخہ ۲۱ مئی کو پاکستان سے واپس قادیان تشریف لے آئے تھے۔

الحمد للہ

قادیان میں میونسپل الیکشن

حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل بلا مقابلہ ممبر چنے گئے

(از مکرم چوہدری مبارک علی صاحب نائب ناظرِ امورِ عامہ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

تقریباً پانچ سال سے بعد قادیان میں میونسپل الیکشن منعقد ہوا۔ گذشتہ ایک ہفتہ خوب گہما گہمی میں گزرا۔ جماعت احمدیہ نے اپنی بنیادی پالیسی کے مطابق کانگریس امیدواران کی پرزور حمایت کی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر بھی جماعت کی اس صاف گوئی کے معترف ہیں اور انہیں یقین ہے کہ جماعت احمدیہ کا ظاہر و باطن ایک ہے۔ حالانکہ ایسے مواقع پر مختلف افراد اور جماعتیں ہمیشہ دورنگی اختیار کرتی ہیں اور یہ امر اکثر الیکشنوں میں دیکھنے میں آیا ہے کہ وہ بظاہر ہر کسی اور امیدوار سے لے رہے ہیں مگر کامیابی کا نتیجہ کسی دوسرے کے حق میں نکل رہا ہے۔

یہ امر خوشی کا باعث ہے کہ اس دفعہ حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر مقامی۔ ناظر اعلیٰ و ناظر امور عامہ کے مقابلہ میں کسی پارٹی نے بھی اپنا امیدوار کھڑا نہیں کیا۔ اور تمام پارٹیوں نے یک زبان ہو کر حضرت مولوی صاحب موصوف کی امانت اور دیانت کا اقرار کرتے ہوئے ان کے بلا مقابلہ انتخاب پر اتفاق کیا۔ اسی طرح الیکشن سے قبل ہر پارٹی نے دوسری پارٹی کے سابق ممبران میونسپل کمیٹی کے کردار پر سخت قسم کے اعتراض کئے۔ مگر حضرت مولوی صاحب موصوف کے اوصافِ حمیدہ کا اقرار کیا گیا۔ اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ مولوی صاحب ایک ایسی مقدس جماعت کے ذمہ دار عہدیدار ہیں۔ جس کو خدا تعالیٰ نے قائم کیا اور اس نے کیا ہے۔ کہ ان کا ہر کام دنیا کے لئے ایک نمونہ ہو۔ کامیاب امیدواروں کی تفصیل درج ذیل ہے

کانگرس امیدواران (۱) حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب بلا مقابلہ

(۲) جناب سردار سوہن سنگھ باجوہ

(۳) جناب سردار ہر اندر سنگھ باجوہ

(۴) جناب مجھن سنگھ صاحب

(۵) جناب جھنگا رام صاحب

(۶) جناب لالہ ویدراج صاحب

(۷) جناب لالہ کندن لال صاحب

(۸) جناب سوار پریم سنگھ صاحب بلیکٹر

(۹) جناب اوجاگر سنگھ صاحب نرمان

(۱۰) جناب سردار لال صاحب بالمیکی

جن سنگھ:- (۱) ماسٹر چرنداس صاحب

(۲) دربام چند صاحب

آزاد۔ حکیم سورن سنگھ صاحب

الیکشن سے پہلے باوجود جلسوں کے زور کے کسی قسم کی بدمزگی پیدا نہیں ہوئی اور ہمارے نزدیک یہ سہرہ جناب ستنام سنگھ صاحب باجوہ ایم۔ ایل۔ اے اور کانگرس منڈل کے صدر کے حسنِ انتظام کے سر پر ہے۔ مگر ہم نہایت افسوس سے اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ الیکشن کے نتائج کے بعد اچانک بدمزگی پیدا ہوئی ہے۔ بعض اوقات بات معمولی ہوتی ہے۔ مگر اس کے نتائج پارٹی میں انتشار اور تفرقہ کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ ہم تمام پارٹیوں کے سربراہوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ تاریخی اور بین الاقوامی شہرت رکھنے والے اس مقدس شہر کی فضا کو پُرامن رکھنے کے لئے پوری توجہ دیں نیز موجودہ ملکی حالات میں سیاسی اختلافات سے بالا ہو کر ہمیں اپنے مادرِ وطن اور حکومت کے لئے کسی قسم کی پریشانی کا باعث نہیں بننا چاہیئے۔ اور یکجہتی اور اتحاد کو ہمیشہ ملحوظ نظر رکھنا چاہیئے۔

آخر میں اس سارے شہر میں محکمہ پولیس نے جو احسن رنگ میں انتظامات برکنٹرول کیا ہے۔ جناب اکالی صاحب S.P. و جناب سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور اور جناب S.P. صاحب کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے فرائض کو نہایت احسن رنگ میں ادا کیا۔ اراکان کے بہت ممنون ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس الیکشن کو ہمارے شہر۔ ملک اور قوم کے لئے ہر رنگ میں بابرکت کرے۔

---

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء اور قدرت ثانیہ کا ظہور

(از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل مرحوم)

آج پھر چھبیس (۲۶) مئی کی یاد نے تڑپا دیا!
آتش فرقت کو شعلہ زن کیا بھڑکا دیا
پھر گئی تصویر آنکھوں میں مسیح پاک (علیہ السلام) کی!
السلام اے احمدِ مرسل امامِ کامگار
السلام اے قدرتِ ربِ قدیر و کردگار
السلام اے مہدیٔ موعود شاہِ نامدار
السلام اے ساقیٔ خمخانۂ توحیدِ حق
السلام اے کاشفِ اسرارِ قرآن و حدیث
صوفی و مُلّا نے جو جو مسئلہ اُلجھا دیا تھا
کھول کر گنجینۂ عرفاں لٹایا بے حساب
آپ نے جو کچھ ہمیں سکھلایا وہ ہم بھولے نہیں
یاد آتی ہیں مگر رہ رہ کے باتیں پیار کی
لیکن ہم پیچھے رہے اور آپ آگے چل دیئے
پھر بھی یہ فضلِ خدا ہے اُمت مجبور پر
ظلمتیں کافور ہو کر رہ گئیں سب کفر کی
اکمل اندوہگیں کو ہو چکے ہیں ۱۹ سال
کب تلک صدمے جدائی کے سہوں گا بے مرام
داغِ ہجرت سینۂ مجروح میں چمکا دیا
جسم کو بے چین کر کے روح کو تڑپا دیا
اور تصور نے مجھے دربار میں پہنچا دیا!
جس نے جلوہ حسن و حکمت کا ہمیں دکھلا دیا
تھام کر گرتے ہوؤں کو۔ تختِ عزت کا دیا
آپ نے رستہ ہدایت کا ہمیں بتلا دیا!
خلق کو رحمت سے خُبتِ نبیؐ فرما دیا
کیا بتاؤں اُمتوں کو آپ نے کیا کیا دیا
آپ نے سلجھا دیا اچھی طرح سمجھا دیا
جھولیاں بھر بھر کے لے آئے ہمیں اتنا دیا
مشرق و مغرب میں بھی ہم نے اسے پھیلا دیا۔
گردشِ گردونِ گرداں نے یہ کیا پلٹا دیا
دردِ فرقت نے وہ تڑپایا کہ دل بڑھا دیا
قدرتِ ثانی کا منظر جلد ہی دکھلا دیا
چار سُو ہے نور افشاں چاند سا بیٹا دیا
داغِ ہجرت دے کے ربوہ میں اسے پہنچا دیا
اے خدا کے پاک مرسل تجھ پہ لاکھوں ہوں سلام

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پراپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

خلافتِ احمدیہ

اس عالم کائنات میں جس طرح رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات آتی ہے اسی طرح روحانی عالم میں بھی ضلالت اور ہدایت کے دور آگے پیچھے مسلسل چلتے چلے جا رہے ہیں۔ جب ایک لمبے زمانے تک دنیا میں تاریکی چھائی رہتی ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے تب دنیا کی ہدایت کے سامان کئے جاتے ہیں اپنے اپنے دائرہ عمل کے مطابق کسی نہ کسی مقدس وجود کو دنیا کی ہدایت کے لئے کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ اندر ہی اندر ایک ایسے انقلاب کی بنیاد رکھی جاتی ہے جسے ایک لمبے عرصہ تک دنیا کی کایا پلٹ دینے کے لئے خدا تعالیٰ کی حکمت کاملہ نے تیار کیا ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسا دیرپا اور مفید انقلاب صرف ایک یا دو نسلوں کی عمروں کے ساتھ ہی ختم نہیں ہو جاتا بلکہ ایک لمبے زمانہ تک ہدایت اور نور کا سلسلہ اپنے ساتھ رکھتا ہے تا آنکہ نور کی تکمیل ہو جس کے پھیلانے کے لئے اس قدر انقلاب برپا کئے گئے ہیں۔ اور تاکہ دنیا کا ایک بڑا حصہ اس نور سے منور ہو جائے۔ جس کی خاطر دلوں کو تیار کیا گیا ہے۔

ادھر یہ بات بھی اپنے اندر ایک حقیقت رکھتی ہے کہ جس وجود کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسے انقلاب برپا کئے جاتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے پہلو سے بشریت کے جامہ ہی میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اور بتقاضائے بشریت وہ ایک محدود عمر سے کر اس عالم فانی میں جنم لیتے ہیں۔ لیکن جن عظیم الشان مقاصد کے لئے انہیں بھیجا جاتا ہے ضروری ہوتا ہے کہ ان کی طبعی عمروں کے پورا ہو جانے کے بعد ان کے نائبین کے ذریعہ ان مقاصد کی تکمیل ہو۔ چنانچہ نبی کے بعد ایسے برگزیدہ افراد یکے بعد دیگرے کھڑے کئے جاتے ہیں جو پیدا شدہ روحانی جماعت کی نگرانی کرتے اور نبی کے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔ یہ اس لئے کیا جاتا ہے تا وہ پودا جو نبی وقت کے ہاتھوں لگایا گیا صحیح طور پر اس کی آبیاری ہوتی رہے۔ اور اس کی نشو ونما جاری رہے۔

سورت جمعہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر ہے۔ پہلی بعثت میں تو خود سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود تشریف لا کر دنیا کی ہدایت کا ذریعہ بنے اور حضور کے ذریعہ تکمیل شریعت کا کام نہایت ہی اعلےٰ رنگ میں انجام پایا۔

قرآنی اشارہ کے تحت آخری زمانہ جس میں ہم لوگ اس وقت گذر رہے ہیں۔ آپ کی بعثتِ ثانیہ مقدر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں آپ کا مثیل اور حضور کی شریعت کا حامل اور آپ کی ہدایت کا کاربند امتی ہو کر ایک ایسا وجود آنے والا ہے جسے حضور ہی کی متابعت میں مقام نبوت حاصل ہوگا اور اس کے ذریعہ احیاء اسلام کے وہ تمام مقاصد پورے ہوں گے جو اس زمانہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ چنانچہ اسی لئے تو احادیث میں مسیح موعود کو نہایت واضح الفاظ میں نبی کے نام سے پکارا گیا ہے پہلا مسیح جو بنی اسرائیل کا رسول تھا وہ تو اپنے فوت ہو جانے کے بعد اس دنیا میں دوبارہ نہیں آسکتا۔ اب تو حسبِ اخبار نبوی امت محمدیہ کے کسی ایک شخص کو اس خلعت سے سرفراز فرمایا جائیگا۔

اور جس صورت میں کہ اس الحاد و دہریت کے پُر آشوب زمانہ میں خالص روحانی قدروں کو اجاگر کرنے اور اسلام کی سچی روشنی دنیا میں پھیلانے کے لئے مسیح موعود اور مہدی مسعود کی بعثت عمل میں آنے والی ہے تو اس کی وفات کے بعد بھی روحانیت کا یہ سلسلہ جاری و ساری رہنا ضروری ہے۔ بلکہ سورت جمعہ کی محولہ بالا آیات کی روشنی میں تو یہ بات بالکل عیاں نظر آتی ہے کہ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلہ خلافت کا اجراء ہوا مسیح موعود اور مہدی معہود کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا تا وہ مقاصد پورے ہوں جو اس مقدس وجود کی بعثت سے وابستہ ہیں۔ چنانچہ ۱۹۰۵ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب اپنی نسبت اس قسم کے الہامات ہوئے جس سے آپ نے اندازہ فرمایا کہ گویا آپ کی وفات کا وقت قریب ہے۔ انہیں دنوں حضور نے "الوصیۃ" نام سے ایک چھوٹا سا رسالہ تصنیف فرمایا۔ جس پر پہلے تو حضور نے وہ الہامات درج فرمائے جو ایسے مضمون پر مشتمل آپ کو ہوئے ...... پھر اس رسالہ میں حضور نے نہایت ہی مدلل رنگ میں اس بات کی وضاحت فرمائی کہ وہ کام جس کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھ بھیجا ہے میری وفات کے ساتھ ہی ختم ہو جانے والا نہیں۔ خدا تعالیٰ کی جس ایک قدرت کے تحت میں بھیجا گیا میری وفات کے بعد اس کی طرف سے ایک دوسری قدرت کا اظہار ہوگا۔ اس موقع پر حضور علیہ السلام نے سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کھڑا ہونے کی مثال دے کر اس بات کی وضاحت کر دی کہ حضور کے بعد بھی بالکل اسی طریق کا سلسلہ خلافت جاری ہوگا جس قسم کا سلسلہ حضرت ابوبکرؓ کے ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جاری ہوا۔

چنانچہ اس جگہ بھی یہی ہوا۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد تمام احمدیہ جماعت نے حضور علیہ السلام کی اسی وصیت کے تحت متفقہ طور پر سیدنا حضرت مولانا نور الدین صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ اور جانشین منتخب کر کے ان کی بیعت کر لی۔ حتیٰ کہ صدر انجمن احمدیہ کے اس وقت کے سیکرٹری جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے تو اس مضمون پر مشتمل ایک اعلان بھی اخبار میں شائع کرایا تاکہ بیرونجات کے احباب کو کسی طرح کا مغالطہ نہ رہے اور جماعتی اتحاد و یکجہتی کو کسی طرح کی آنچ نہ آئے۔ یہ اعلان حسب ذیل فقرات پر غور فرمائیے:۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعود بہ اجازت حضرت ام المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی بالاتفاق حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نور الدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ...."

آخر میں لکھا:۔

"یہ خط بطور اطلاع کل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے کہ وہ اس خط کے پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح والمہدی کی خدمت بابرکت میں بذاتِ خود یا بذریعہ تحریر حاضر ہو کر بیعت کریں"!

لیکن عجیب بات یہ ہوئی کہ جب حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ کی وفات ہوئی تو بعض لوگوں نے ایک ایسی راہ اختیار کی جو نہ صرف یہ کہ اسلام و احمدیت کی تعلیم کے خلاف تھی بلکہ خود ان لوگوں کے اپنے اعلان سابقہ کے بھی سخت منافی تھی۔ اور تعجب ہے کہ آج جبکہ اس پر پچاس سال کا زمانہ گذر تا ہے۔ ان لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو نہ صرف یہ کہ انکار پر اصرار کر رہے ہیں بلکہ خود اپنے ہی بزرگوں کی سابقہ تحریرات کی تکذیب کر رہے ہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ اس پچاس سالہ لمبے دور میں خدا تعالیٰ نے بہتوں کو حق اور صداقت کی ہدایت نصیب فرمائی اور ہمارے بچھڑے ہوئے بھائی بھی بیعت خلافت سے مشرف ہو گئے۔ اب صرف وہی لوگ رہ گئے ہیں جن کو یا تو اپنے انکار پر اصرار ہے اور یا ایسے ہیں جو گندے خون کی طرح کاٹ کر اس جماعت سے علیحدہ کر دیئے گئے۔ پس جب تک ان دونوں قسم کے افراد میں اس روحانی مرض کے جراثیم قائم ہیں وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آخری وصیت کی طرف صحیح معنوں میں دھیان دینے سے قاصر ہیں خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کی آنکھیں کھولے اور انہیں اپنا نفع و نقصان پہچاننے کے لئے روحانی بصیرت عطا فرمائے۔

خلافتِ ثانیہ کے درخشندہ پچاس سالہ دورِ خلافت میں احمدیہ جماعت نے ہزار در ہزار نشاناتِ صداقت ملاحظہ کئے جو ان کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوئے۔ خلافتِ حقہ کی برکات سے سبھی افرادِ جماعت مستفیض ہو رہے ہیں۔ اس کے ذریعہ اکناف عالم میں اسلام و احمدیت کی تبلیغ کا ناقابلِ فراموش کارنامہ سرانجام پا رہا ہے یہ بجز نصرت و تائیدِ حق کی ایک کھلی نشانی ہے!!

ولادت

مکرم چوہدری غلام ربانی صاحب انچارج احمدیہ شفا خانہ قادیان کو اللہ تعالیٰ نے آج مورخہ ۲۶ رمئی کو دوسرا فرزند عطا فرمایا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز نومولود کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور نیک صالح اور خادم دین بنائے۔ آمین

(ایڈیٹر بدر)

اپنی ہمت کو وسیع کرو ارادوں کو بلند کرو اور دینی و دنیوی ترقی کیلئے متواتر کوشش کرتے چلے جاؤ

احمدی نوجوانوں سے سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطاب

مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۲۹ء کو بعد نماز ظہر مسجد نور قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حسب ذیل تقریر احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن لاہور کے ممبران کے سامنے فرمائی۔

تشہد و تعوذ کے بعد فرمایا۔
سب سے پہلی چیز جو میرے نزدیک ایک طالب علم کے سامنے آتی ہے اور جو ایسی ہے کہ میں سمجھتا ہوں ہر تندرست اور صحیح دماغ کے سامنے ضرور آنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ ایک طرف تو اس کے سامنے

اُمیدوں اور اُمنگوں کا وسیع میدان

ہوتا ہے اسے اخلاق تاضلہ سکھانے یا دیگر علوم میں ترقی کرنے کے لئے ایسی ایسی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لوگوں کے احوال درج ہوتے ہیں کالج کے کورسوں یا پرائیویٹ سٹڈی کے ذریعہ ایسے لوگوں کے احوال اور اعمال کا مطالعہ کر کے طالب علم کے نزدیک دنیا کی کوئی چیز انہونی نہیں رہتی اور ہر بلندی اور ہر کمال اسے قریب الحصول معلوم ہوتا ہے وہ خیال کرتا ہے جس طرح جنت کی یہ کیفیت بیان کی گئی ہے کہ وہاں جس چیز کی خواہش ہوگی وہ فوراً مل جائے گی اسی طرح دنیا کی سب ترقیاں اور کامیابیاں میرے ارادہ اور خواہش کی پابند ہیں۔ جونہی میں نے ادھر توجہ کی سب کی سب کامل طور پہ مجھے مل جائیں گی۔ چونکہ طالب علم کی نظر اس کے واہمہ کے ماتحت ہوتی ہے اور وہ جس قدر علم حاصل کرتا ہے اپنے دماغ سے بھی کرتا ہے۔ اس نے دنیا کا مطالعہ نہیں کیا ہوتا۔ اس لئے وہ قانون قدرت سے گھبرا دینے والے شکست ریختہ سے آگاہ نہیں ہوتا۔ وہ

قوتِ واہمہ کا غلام

ہوتا ہے۔ قوت واہمہ اس کے سامنے ایک چیز پیش کرتی ہے اور وہ اس پر ایسا ایمان لے آتا ہے جیسے ایک مومن کلام الٰہی پر یا ایک سائنٹسٹ تجربہ پر وہ ایکسپیریمنٹ کے لئے گمان نہیں کرسکتا کہ یہ محض ایک سبز باغ قوت واہمہ نے مجھے دکھلایا ہے غرض ایک طرف تو وہ ایسے ایسے خواب دیکھتا ہے وہ اتنی بڑی چیز اپنے سامنے رکھتا ہے جو اگرچہ دنیا میں موجود نہیں لیکن اس کے نزدیک ایک سچائی ہوتی ہے لیکن دوسری طرف اگر وہ مسلمان کے گھر پیدا ہوا اور

اس نے دینیات سے کچھ آگاہی حاصل کی ہے تو ایک اور تعلیم اس کے سامنے آتی ہے اور وہ یہ کہ قناعت سے کام لینا چاہیئے طول امل میں نہیں پڑنا چاہیئے لمبی امیدیں نہیں کرنی چاہئیں۔ حرص و آز میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے۔ لالچ ترک کر دینا چاہیئے پہلے پہل طالب علم کی نظر ان دونوں پہلوؤں پر پڑ کر نادانستہ یا دانستہ جیند ھیا جاتی ہے کبھی تو وہ جانتا ہوتا ہے کہ اس کے اندر

جذبات کی ایک جنگ

جاری ہے اور کبھی وہ اسے مطلقاً محسوس نہیں کرتا۔ صرف ایک افسردگی اس کے قلب پر طاری ہوتی ہے اور وہ اس کا سبب نہیں سمجھ سکتا۔ اگر بہت لوگوں میں سے ہر ایک اپنے گزشتہ ایام پر نظر ڈالے تو اسے معلوم ہوگا کہ بعض اوقات اس پر ایسے آتے ہیں کہ بلا سبب طبیعت میں افسردگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور بسا اوقات اس پر ایسی ساعتیں گذری ہیں جب تعلیمی شوق کے باوجود کالج کی تعلیم میں اسے کوئی لذت محسوس نہیں ہوتی یا جب کھانا اس کے حسب منشا ہونے کے باوجود اسے مزا نہیں دیتا یا جب وہ دوستوں کی مجلس میں ان کی محبت کے اشتیاق کے باوجود خوشی محسوس نہیں کرتا بلکہ علیحدگی میں بھی جہاں اس کی اپنی نا مناسبت ہوتی ہے وہ ہو جاتے سناٹا اور ہو جاہے گھراتا ہے۔ ایسی خود مختار حکومت میں بھی وہ خوش نہیں ہوتا۔ اس پر ایک افسردگی چھائی ہوتی ہے جس کا سبب اسے معلوم نہیں ہوتا یہ حالت بچوں پر بھی آتی ہے اور بڑوں پر بھی۔ سادہ رو لوگ حقائق سے ناواقف ہیں وہ اس کا سبب

اندرونی جذبات کی جنگ

بتاتے ہیں جن کی تفصیل تو سب ہم واقف نہیں لیکن ان سے متاثر ہوئے بغیر بھی نہیں رہ سکتے۔ جس طرح ایک بلند پہاڑ پر جانے والا شخص لمبی سانس کھینچتا ہے اور اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس میں بھر رہا ہے۔ اور اس کے بغیر وہ رہ نہیں سکتا۔ یہی حال اندرونی جذبات کی جنگ کے اثر

کے متعلق ہوتا ہے۔ بہت بلند پہاڑ پر اگر کسی ایسے انسان کا رہنا فرض کر لیا جائے جس کے ارد گرد مصنوعی طور پر ہوا کا پریشر بڑھا دیا جائے اور ہوا کے بوجہ کثیف ہونے کے اسے لمبی سانس کھینچنے کی حاجت نہ رہے تو وہ لمبی سانس کھینچنے والے کے متعلق یہی خیال کرے گا کہ اسے کوئی سخت صدمہ پہنچا ہے اس لئے آہیں لے رہا ہے حالانکہ اسے کوئی صدمہ نہیں پہنچا ہوگا بلکہ اسے اس وقت جسمانی لحاظ سے فرحت حاصل ہوری ہوگی۔ اس کا سبب لطیف ہوا ہوگی۔ میدان میں چونکہ اسے کثیف ہوا میں سانس لینے کی عادت تھی اور لطیف ہوا کی۔۔۔۔۔
وہ مقدار جتنی کہ اس کے سینے کو تسلی دینے کے لئے کھینچنے کی ضرورت تھی نہ ہوا کے بوجہ لطیف ہو جانے کے اس کی تسلی نہیں کرسکتی اس لئے اسے لمبا سانس لینا پڑتا ہے تا کافی ہوا اندر جاسکے یا

بعض دفعہ ایسے ممالک میں جانا پڑتا ہے

جہاں رطوبت زیادہ ہوتی ہے وہاں ہوا کے بوجہ رطوبت بوجھل ہو جانے کے باعث انسان اس طرح محسوس کرتا ہے۔ جیسے کوئی چیز اسے دبائے چلی جارہی ہے وہ سخت گھبراہٹ محسوس کرتا ہے حالانکہ گرمی زیادہ نہیں ہوتی۔ جیسے جاپان کا علاقہ ہے۔ وہاں یہی حالت ہوتی ہے۔ جاپان میں تو شاید بہت کم لوگوں کو جانے کا موقع مل سکے۔ یہاں ہندوستان میں بمبئی۔ کراچی یا کلکتہ میں ہی جا کر تجربہ کیا جائے گرمی تو کم محسوس ہوگی پارہ بھی کم دکھائی دے گا لیکن طبیعت میں ایسی گھبراہٹ ہوگی کہ گرم سے گرم جگہ بھی ایسی نہیں ہوسکتی جس کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ ہوا کے اندر رطوبت مل جانے کے باعث کثافت پیدا ہو جاتی ہے جو اسے بوجھل کر دیتی ہے نوبت یہ کہ چیزیں ہمارے قلب میں ایسی پیدا ہوتی ہیں کہ نہ تو نظر آتی ہیں اور نہ ان کے سبب معلوم ہوسکتے ہیں صرف نتائج محسوس ہوتے ہیں۔
اسی طرح بعض اوقات انسان ایک افسردگی محسوس کرتا ہے لیکن اس کا سبب اسے معلوم نہیں ہوتا بعض افسردہ خیال کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور ایسا ہوتا بھی ہے

کہ بعض دفعہ طبیعت میں بیماری کے اسباب جمع ہو جانے کی وجہ سے ہی افسردگی پیدا ہو جاتی ہے مگر بعض اوقات اس کا سبب جذبات کی جنگ اور Conflicting Desires ہوتے ہیں اور اب تحقیق ہوئی ہے کہ

بعض بیماریوں کا سبب

جذبات کی جنگ ہوتی ہے جن کا علاج اس جنگ کو دور کرنے سے خود بخود ہو جاتا ہے اسے انگریزی میں سائیکو انیلےسز کہتے ہیں چونکہ موجبات جنگ نظر سے پوشیدہ ہوتے ہیں اس لئے جب ڈاکٹر پوچھتا ہے تمہیں کوئی تکلیف ہے تو اسے نفی میں جواب دے دیا جاتا ہے۔ وہ پوچھتا ہے کہیں درد ہے تو کہہ دیا جاتا ہے کوئی نہیں مگر پھر بھی طبیعت افسردہ ہی رہتی ہے کیونکہ اس کی وجہ دماغی تاثرات ہوتے ہیں۔
اب تو یہاں تک معلوم ہوا ہے کہ بعض دفعہ دو سال کی عمر میں جذبات کو کوئی باریک سا صدمہ پہنچا مگر اس کا اثر پچاس سال کی عمر تک رہا بہت سے جسمانی علاج کئے گئے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا لیکن جب ڈاکٹر نے اس طریق کو مدنظر رکھتے ہوئے جو میں نے اوپر بیان کیا ہے علاج کیا تو وہ کیفیت دور ہوگئی اور مریض صحت یاب ہوگیا تو انسان کی زندگی میں یہ جنگ ہوتی ہے۔
اور میں نے محسوس کیا ہے کہ مسلمان اور خصوصاً۔۔۔۔۔

احمدی طلباء

میں یہ زیادہ ہے۔ ایک طرف قرآن کے سامنے وسیع ارادے اور پرجوش امنگیں ہوتی ہیں۔ اور دوسری طرف مذہبی امور جن کے متعلق انہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی امیدوں کو محو کر رہے ہیں۔ ان کے دل مذہب کے مصدق ہوتے ہیں وہ اس کی سچائی دیکھ چکے ہوتے ہیں اس لئے اسے بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ لیکن دوسری طرف دنیاوی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کے متعلق عقل کہتی ہے کہ یہ بھی صحیح ہیں۔ اس لئے انہیں بھی ترک نہیں کرسکتے۔ ایسی حالت میں ان میں سے بعض

کے اندر ایسی جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ جس کا اثر ان کے ارادوں۔ ان کی امنگوں۔ ان کی صحت بلکہ ان کے دین پر بھی پڑتا ہے

قرآن کریم میں ان کیفیات کا ذکر

موجود ہے۔ ایک جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے
الھٰکم التکاثر حتیٰ زرتم المقابر۔
یعنی تم بھی عجیب انسان ہو کہ تکاثر نے تمہیں تکلیف میں ڈال رکھا ہے۔ تمہاری امنگیں ختم ہونے میں ہی نہیں آتیں۔ تمہارے ارادے بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں۔ اس جاہ طلبی کے خیال اور اس میں آگے ترقی کرنے کی خواہش نے تمہیں ایسا خراب کر رکھا ہے کہ تم کسی کام کے نہیں رہے۔ تمام اندرونہ تمہارا بگڑ چکا ہے حتیٰ کہ موت تک تمہارے اندر کسی اصلاح کی صورت پیدا نہیں ہو سکتی یعنی امیدوں۔ امنگوں۔ ارادوں اور زیادت طلبی کو ایسے بھیانک رنگ میں پیش کیا ہے کہ انسان خیال کرتا ہے۔ ان سب باتوں کو چھوڑ چھاڑ کر الگ ہو جائے کیونکہ قرآن کہتا ہے کہ ایسے خیالات رکھنے والوں کو موت تک ہدایت نصیب نہیں ہو سکتی۔ ایسی حالت کو دیکھ کر انسان خیال کر سکتا ہے کہ اس جنگ کا خاتمہ ہو جانا چاہیے۔ یعنی یا دنیا کو چھوڑ دیا جائے یا دین کو لیکن اس کے بعد ایک اور آیت ہے جو اسے

ایک نئی جنگ

میں مبتلا کر دیتی ہے۔ ان امنگوں اور خواہشات کے متعلق بیان فرمایا تھا کہ تکاثر کی وجہ سے تم غافل ہو گئے ہو اور زیادت طلبی نے تمہیں دین سے محروم کر دیا ہے لیکن دوسری جگہ فرمایا
انا اعطینٰک الکوثر
یعنی ہم نے تمہیں اتنی زیادتی بخشی ہے کہ جس کے مقابلہ میں دنیا کی اور کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی۔ کوثر عربی زبان میں ایسی وسیع زیادتی کے لئے بولا جاتا ہے جو انتہا سے بھی آگے ہو۔ مگر یہ کوثر بطور سزا نہیں بلکہ فرمایا فصل لربک وانحر۔ تو خوش ہو کہ ہم نے تجھے اس قدر زیادتی عطا کی۔ پس کثرت اگر ایسی ہی بڑی چیز تھی تو چاہیے تھا حکم ہوتا اس کے لئے استغفار کرو مگر فرمایا۔ یہ سزا نہیں بلکہ انعام ہے پس تو خوش ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ

خدا تعالیٰ کے انعامات

میں سے ایک انعام ہے۔ پھر دوسری جگہ فرمایا
اھدنا الصراط المستقیم یعنی دعا سکھائی گئی ہے کہ اے خدا تو نے جو جو کچھ کسی کو دیا وہ مجھے بھی دے۔ اب غور کا مقام ہے کہ بار بار خدا تعالیٰ نے خود کہا ہے کہ تم تکاثر طلب کرو لہٰذا یہ دعا بھی

سکھائی کہ جو جو انعام دنیا میں کسی کو ملا ہے وہ سب ہمیں دے۔ پھر یہ کیا معمہ ہے کہ ایک آیت میں تو تکاثر کو موجب تباہی بتایا اور دوسری میں سکھایا ہے کہ سب چیزیں مانگو یہاں تک کہ جو کچھ دنیا میں کسی کو ملا۔ وہ سب ہمیں مل جائے۔ گویا جب روکا تو بالکل ہی روک دیا اور جب منگوایا تو اتنا کہ حساب ہی نہیں
لیکن یہ دونوں چیزیں اضداد نہیں۔
اور زندگی میں روک ہمیشہ وہی چیزیں ہوتی ہیں جو اضداد ہوں۔ ان سے انسان گھبرا جاتا ہے کہ کسے چھوڑے اور کسے پکڑے قرآن کی ان دونوں آیتوں میں سے ایک میں تو کہا گیا ہے کہ تمہاری حد سے بڑھی ہوئی امنگوں نے تمہیں برباد کر دیا۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ امنگیں تباہ کن ہوتی ہیں۔ مگر دوسری میں بتایا ہے کہ

دنیا کی ہر نعمت طلب کرو

اس سے معلوم ہوا کہ امنگیں بری نہیں بلکہ امنگ اتنی وسیع رکھنے کو کہا ہے کہ دنیا کا کوئی نمونہ سامنے رکھا ہی نہیں۔ دنیا میں عام طور پر قاعدہ ہے کہ کسی بڑے آدمی کو سامنے رکھ کر اس جیسا بننے کی خواہش کی جاتی ہے مثلاً کوئی جرنیل یہ کہے گا کہ مجھے اتنا عروج حاصل ہو کہ میں نپولین کو بھی مات کر جاؤں۔ لبرل کہے گا کہ میں گلیڈسٹون کو پیچھے چھوڑ جاؤں اور کنسرویٹو خواہش کرے گا بیکنسفیلڈ میرے سامنے کچھ حقیقت نہ رکھے۔ اسی طرح ہمارے پرانے خیالات کے مسلمان فلاسفروں کی نظر ہمیشہ افلاطون۔ سقراط اور بقراط پر جا پڑتی ہے۔ انہیں اپنی قوم کا کوئی آدمی ایسا نظر نہیں آتا کہ اس جیسا بننے کی خواہش کریں مگر اسلام بتاتا ہے یہ دون ہمتی ہے کہ یہ دعا کی جائے کہ میں افلاطون ہو جاؤں یا نپولین بن جاؤں یا بیکنسفیلڈ یا پٹ بن جاؤں یا کوئی مقرر خواہش کرے کہ میں برک ہو جاؤں یا امریکہ کا مصور بننے کی خواہش کرے۔ ڈرامہ نویس شیکسپیئر بننا چاہے اور شاعر گوئٹے بن جانے کی آرزو رکھے بلکہ اسلام سکھاتا ہے تم یہ دعا مانگو کہ ہم سب کچھ بن جائیں۔ اور جملہ کمالات کے جامع ہوں۔

دیکھو

ہم ایسے نبی کی اُمت ہیں

جس میں تمام انبیاء کے کمالات موجود تھے ہم حضرت عیسیٰ کے متبع نہیں کہ دعا کریں ان کے سے کمال ہمیں مل جائیں یا حضرت موسیٰ کے پیرو نہیں کہ ان کے کمالات حاصل ہونے کی دعا کریں۔ بلکہ ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں جس نے سب انبیاء کے کمالات اپنے اندر جمع کر لئے تھے۔ اس لئے ہمیں بھی یہی خواہش اور امنگ رکھنی

چاہیئے کہ ہم تمام کمالات کے جامع ہوں اور سورہ فاتحہ کی دعا اپنے اندر اس قدر وسیع مطالب رکھتی ہے کہ نظر نہیں آتا دنیا کے کسی بڑے سے بڑے انسان نے اپنے سامنے اس قدر وسیع imagination رکھا ہو سب اس سے نیچے ہی ہیں۔ اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ یہ تو ناممکن سی بات معلوم ہوتی ہے۔ اس قدر کمالات انسان اپنے اندر کس طرح جمع کر سکتا ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے انسان کو بڑا بنانے کے لئے ہمیشہ ناممکن چیزیں ہی اس کے سامنے رکھی جاتی ہیں۔ نپولین نے کہا تھا ناممکن کے معنے مجھے آج تک معلوم نہیں ہو سکے اگر یہ میں ہمیشہ یہ لفظ سنتا رہا ہوں۔ یہ سائیکالوجی کا اصول ہے کہ

ممکنات کے حصول کے لئے

انسان جب تک ناممکنات میں ہاتھ نہ ڈالے وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ انسان کا دماغ ایک چھلنی کی طرح ہے اس میں ساری چیزیں نہیں ٹھہر سکتیں جو آتی ہیں ان میں سے ایک قلیل حصہ اس میں ٹھہرتا ہے باقی بہت سا حصہ نکل جاتا ہے۔ ہر لحظہ انسان بیسیوں چیزیں دیکھتا ہے اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ انسان ایک سیکنڈ میں صرف بیس چیزیں ہی دیکھتا ہے۔ تو ایک منٹ میں وہ بارہ سو دیکھے گا۔ لیکن کیا وہ سب اسے یاد رہ جاتی ہیں۔ یاد صرف تین چار ہی رہیں گی کیونکہ دماغ کی چھلنی باقی سب کو نیچے پھینک دے گی۔ تو جب تک انسان بہت بڑا ہاتھ نہیں مارتا وہ کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتا اگر کوئی مچھلی پکڑنے والا یہ خیال کرے کہ میں صرف موٹی موٹی مچھلیاں پکڑوں گا تو وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ وہ جال پھینک دیتا ہے اور سب کو پکڑنے کی کوشش کرتا ہے چھوٹی چھوٹی خود ہی جال سے نکل جاتی ہیں۔ اور بڑی ہاتھ آ جاتی ہیں۔ بعینہٖ یہی حالت ہر انسان کی ہے۔ اس کے سامنے اگر چھوٹا مقصد ہو تو وہ اس سے بھی نیچے رہ جاتا ہے لیکن اگر بڑا اور بلند ہو تو اس کے مطابق ہی وہ ترقی کرنے کی بھی کوشش کرے گا۔ تو

ترقیات کی خواہش

اسلام کے خلاف نہیں بلکہ اس کے عین مطابق ہے۔ پھر سوال ہوتا ہے وہ کیا بات ہے جس سے اسلام روکتا ہے اس تکاثر کا کیا مطلب ہے جو اسلام سکھاتا ہے اس حرص و آز سے بچنے کے کیا معنے جسے اسلام ناجائز قرار دیتا ہے۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیے کہ حرص و آز اور ملائی امنگوں اور ترقی والی امنگوں میں بہت بڑا فرق ہے اسلام امنگ سے نہیں بلکہ غلط امنگ سے

روکتا ہے اسلام واہمہ سے منع نہیں کرتا واہمہ پرستی تو

انسانی ترقی کی بنیاد

ہے اگر انسان کے اندر سے اسے نکال دیں تو وہ مردار رہ جاتا ہے یہ سب کرشمے قوت واہمہ ہی کی پرواز کا نتیجہ ہیں اس سے روکنا ایسا ہی ہے جیسے ایک پرندے کے پر کاٹ دیئے جائیں۔ اسلام پرواز سے نہیں روکتا بلکہ اس سے روکتا ہے کہ ہماری قوت واہمہ غلط پرواز نہ کرے۔ جس بات سے اسلام روکتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم پرواز کی نقل کریں لیکن اصل میں پرواز نہ کریں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے آپ لوگوں نے بعض اوقات دیکھا ہو گا کہ پلا ہوا مرغ اڑنے کے لئے پر مارتے ہیں وہ زمین سے نہیں اٹھ سکتے اسی طرح بعض انسان بھی پر مار کر رہ جاتے ہیں وہ اڑنے کی نقل کرتے ہیں مگر اصل میں نہیں اڑتے جیسے بعض اوقات کسی کو دھوکا دینے کے لئے یونہی پاؤں مارے جاتے ہیں سو اسلام پرواز سے نہیں روکتا بلکہ اس سے روکتا ہے کہ پرواز کی نقل کی جائے مگر پرواز نہ کی جائے اسلام نقالی کو بہت ناپسند کرتا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ مسلمان ڈراما میں کامیاب نہیں ہوئے انہوں نے ہر فن میں کمال پیدا کیا۔ ان میں عیوب بھی آئے مگر تھیٹر ان میں نہیں آیا۔ شراب خانے بھی ان میں کھلے ہیں۔ مسلمان عورتیں ناچنے بھی لگ جاتی ہیں۔ جوا بازی بھی مسلمانوں میں ہے لیکن ان میں تھیٹر نہیں آیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے دماغ میں روز اول سے یہ بات کچھ اس طرح گھس گئی ہے کہ ہمیں reality (حقیقت) تک ہی رہنا چاہیئے نقل کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیئے۔ اور یہ بات باوجود خطرناک تنزل کے ان سے علیحدہ نہیں ہوئی۔ پس ضروری ہے کہ ہم اڑیں۔ بلکہ اھدنا الصراط المستقیم میں

بلند پروازی ہمارے لئے فرض کر دی گئی ہے

اور یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ بہت بڑا ideal اپنے پیش نظر رکھیں جس سے باہر کوئی چیز نہ ہو۔ کیونکہ جب امید وسیع ہو تو کوشش بھی اسی کے مطابق وسیع ہوتی ہے پاگل انسان کو دیکھ لو وہ خیال کرتا ہے میں بہت قوی ہوں اور دیکھا گیا ہے کہ واقعی وہ معمولی سے بہت زیادہ قوی ہو جاتا ہے اور ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ کمزور سے کمزور پاگل بھی مضبوط سے مضبوط آدمی کو اٹھا کر پھینک دیتا ہے وہ یہ خیال کر لیتا ہے کہ دنیا میرے سامنے حقیر ہے میرا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اس لئے وہ اعصاب کی انتہائی قوت صرف کر دیتا ہے۔ لیکن جو یہ خیال کرے کہ میں

کمزوری بھی اس کے لئے بھی اتنی ہی مت دکھ دے سکتی جتنا اس کا خیال ہوتا ہے

اب تحقیقات ہوئی ہے

کہ ان ۸ کے اندر وہ مجوسیات کی طرح اندازہ کی حس ایک حس ہے آپ بچے دے بچے کو ایک تھپڑ پورے زور سے ماریں لیکن ہاتھ اس کے جسم پر اتنے زور کا ہی پڑے گا جیسے وہ برداشت کر سکے لیکن مضبوط آدمی کو مار تو اسے بہت زیادہ چوٹ محسوس ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اندر وہی اعصاب اندازہ کر رہے ہوتے ہیں جس کے مطابق قوت صرف ہوتی ہے اور نتائج مختلف نکلتے ہیں۔ چونکہ ہوشمند انسان کے دل میں ایک مخفی خیال یہ بھی ہوتا ہے کہ کہیں زیادہ زور پڑنے سے میرے اعصاب ٹوٹ نہ جائیں۔ اس لئے وہ کچھ قوت بطور ریزرو

ریزرو فورس

محفوظ رکھتا ہے۔ اور اسے خرچ نہیں کرتا لیکن پاگل کے اندر چونکہ یہ خیال نہیں ہوتا اس لئے وہ پوری طاقت صرف کر دیتا ہے ایک دفعہ یہاں

ایک عورت پاگل ہوگئی

حضرت خلیفۃ المسیح اول عورتوں میں درس قرآن ... دے رہے تھے کہ اس نے آکر کہا چونکہ یہاں سب لوگ میرے دشمن ہو گئے ہیں اور میرے درپے آزار ہیں۔ اس لئے اب میں زندہ رہنا نہیں چاہتی۔ اس لئے اس نے کھڑکی کھولی تا نیچے کود جائے حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ نے عورتوں سے کہا کہ اسے پکڑ لو۔ کئی ایک عورتیں اسے چمٹ گئیں لیکن وہ سب سے چھوٹ جاتی اس پر آپ نے خود اسے پکڑا ایسے موقعہ پر پردہ وغیرہ کا تو کوئی سوال ہی نہیں رہ جاتا۔ مگر باوجود اس کے کہ آپ ایک قوی اور مضبوط آدمی تھے۔ اور یہ آپ کی وفات سے ۲-۳ سال قبل کا واقعہ ہے۔ اس وقت آپ کا جسم مضبوط تھا مگر پھر بھی میں تو وہاں موجود نہیں تھا مجھے گھر کی عورتوں نے بتایا وہ آدھی آدھی کھڑکی سے لٹک جاتی تھی۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ حضرت خلیفۃ اول کی طاقت محدود دائرہ میں خرچ ہوتی تھی کیونکہ آپ کی عقل ریزرو فورس کے استعمال کی اجازت نہ دیتی تھی۔ اور وہ چونکہ فاتر العقل ہو نے کے تمام قوت صرف کر رہی تھی تو جتنا بڑا

انسان کا اندازہ

ہوا اس کے مطابق قوت بھی ظاہر ہوتی ہے اسی وجہ سے دھوکہ کھا کر بعض لوگوں نے ایک نیا علم مسمریزم جاری کیا ہے۔ حقیقت میں تنگی سوں نیٹیاں اسی خیال کی تنویم ہیں۔ جو لوگ بڑی المنزل کے حوصلے بلند اور ارادے وسیع ہوتے ہیں۔ اسی کے مطابق وہ قوت بھی صرف کر سکتا ہے۔

اسلام تعلیم دیتا ہے

کہ ارادے بلند رکھو لیکن ان کے مطابق عمل بھی کرو۔ اڑو جتنا اڑ سکتے ہو۔ اور نیت یہ ہو کہ ہم نے آسمان پر پہنچنا ہے یہ نہیں کہ بیٹھے تو رہو زمین پر مگر سمجھو یہ کہ ہم آسمان پر پہنچ جائیں گے۔ گویا ارادہ اور امنگ اتنی رکھو جتنی کے لئے تم قربانی کر سکتے ہو جس کے لئے قربانی نہیں کر سکتے۔ اس سے اسلام روکتا ہے۔ اسی طرح ایک امنگ ایسی بھی ہوتی ہے جس میں دوسرے کا نقصان ہوتا ہے۔ یہ خیال ہوتا ہے کہ میں بڑا بن جاؤں اور فلاں ذلیل ہو جائے۔ یہ حسد ہے اس سے بھی اسلام نے روکا ہے۔ اسی کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان کے سامنے اھدنا الصراط المستقیم کا مطمح نظر رکھا گیا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کے ہاں انعامات کی کمی نہیں۔ اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے کہ زید گر جائے تو میں اس کی جگہ لوں تو اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ

خدا پر بدظنی

کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاس جو کچھ تھا وہ تو اس نے فلاں شخص کو دے دیا ... اب اور کچھ نہیں جو مجھے دے۔ اس سے اسلام روکتا ہے

پس اسلام دو قسم کی امنگوں سے روکتا ہے۔ ایک تو وہ جن کے خلاف انسان کی کوشش ہو۔ اور دوسری وہ جو نیکی کی مخالف ہوں۔ جو انسان امنگ تو دل میں رکھتا ہے مگر اس کے مطابق کوشش نہیں کرتا وہ اپنے نفس کو دھوکا دیتا ہے۔ اور منافقت کرتا ہے جو شخص دوڑتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ میں گھوڑے سے زیادہ دوڑوں گا۔ اس میں ضرور عام حالات سے زیادہ طاقت آجائے گی۔ لیکن جو چارپائی پر لیٹا رہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں گھوڑے سے بھی تیز بھاگوں تو اس کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں ہوگا کہ اس کے اندر

منافقت بزدلی اور سستی

پیدا ہو جائے گی۔

ان امنگوں کے مطابق انسان کی کوشش ہو وہ جائز بلکہ ضروری ہیں۔ لیکن اگر کوئی ایسے ارادے کرتا ہے جن کے مطابق اس کا عمل نہیں تو ان سے اسلام روکتا ہے یا اس سے روکتا ہے۔ جن سے دوسرے کا نقصان چاہا جائے۔ کیونکہ اس سے اپنی نیکی برباد اور خدا تعالیٰ پر بدظنی ہوتی ہے پس یہ دونوں منع ہیں چیزیں ہیں نہیں۔ اس لئے امنگیں رکھو۔ مگر ان کے ساتھ کوشش بھی کرو جتنی امنگ بلند ہو اتنی ہی مفید ہے۔ سوائے ان امنگوں کے جن کو خدا نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ مثلاً مردہ زندہ کرنا۔ ایسی امنگ

ادب کے خلاف

ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے بلکہ بعض ایسی باتیں ہیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ نے خود کہہ دیا ہے کہ مانگنے سے نہیں ملا کرتیں بلکہ خود جسے چاہوں دیتا ہوں۔ مثلاً نبوت ہے۔ اس کا مانگنا بھی ناجائز ہے پس طلباء کو ایک تو میری نصیحت یہ ہے کہ

بلند ارادے رکھو

اور یہ خیال مت کرو کہ اسلام امنگوں سے روکتا ہے۔ اسلام صرف منافقت یا دوسروں سے حسد روکتا ہے۔ ورنہ سب سے بلند ارادوں کا حق صرف مسلمان کو ہی ہے۔ مگر جب ساتھ کوشش بھی ہو۔ صوفیاء کی بعض کتب سے لوگوں کو دھوکا لگ جاتا ہے۔ چند دن ہوئے ایک سائنس کا طالب علم نے تصوف کی ایک کتاب کے متعلق مجھے کہا کہ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آتا اس میں کیا لکھا ہے۔ یہی بار بار آتا ہے کوئی نیت مت کر۔ کوئی ارادہ مت کر۔ جہاں خدا تعالیٰ نے کر دیا ہے وہیں کھڑا رہ۔ لیکن یہ دراصل اس کی اپنی کوتاہ فہمی تھی۔ ورنہ میں نے خود یہ کتاب پڑھی ہے مجھے تو بہت پیاری معلوم ہوتی ہے حضرت خلیفۃ اول رض نے پڑھائی تھی۔ اور فرمایا تھا۔ میرے نزدیک جو کتابیں بہترین ہیں وہ پڑھا دیتا ہوں اور قرآن بخاری اور فتوح الغیب پڑھائی تھی اور پڑھا یا ایسی حالت میں کہ مجھے کوئی اعتراض بھی کرنے نہیں دیتے تھے۔ اور فرماتے تھے تم یہ پڑھ لو۔ باقی

علم خود خدا سکھاتا ہے

عام لوگوں کو تو یہ کتابیں شائد جہالت سے نکالنے کے لئے بھی کافی نہ ہوں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ انسان خواہ جتنا بھی چاہے علم پڑھ جائے۔ مگر خدا کے فضل کے بغیر وہ جہالت سے نہیں نکل سکتا۔ علم خدا ہی جسے چاہے سکھاتا ہے اس لئے میں یہ نصیحت بھی طلباء کے لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ اس دھوکا میں نہ پڑیں کہ انسان علم پڑھنے سے عالم بن جاتا ہے۔

ایک محقق نے کیا ہی اچھی بات

پیش کی ہے۔ تم ہمیشہ کے لئے دنیا کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ اسی طرح اگرچہ یہ بات اس کے الٹ ہے۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ کوئی علم ایسا نہیں جو انسان کی ساری عمر اور اس کے سارے حالات پر حاوی ہو سکے۔ علم کے معنے خزانہ کے ہیں یعنی وہ ہمارے پاس ہے اور جب چاہیں اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ یا وہ ایک خادم کی طرح ہے کہ اسے آواز دیں۔ اور وہ حاضر ہو جائے۔ ورنہ وہ ناک۔ کان۔ آنکھ کی طرح ہر وقت ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتا بعض لوگ طب یا فلسفہ بہت کوشش سے پڑھتے ہیں۔ مگر پھر بھی اپنے اوقات ایسے بتاتے ہیں کہ ان کے ذہن میں اس علم کی کوئی بھی بات نہیں ہوتی۔ ہاں جب وقت انہیں ضرورت ہو اور وہ اسے یاد کریں تو وہ حاضر ہو جاتا ہے۔ کسی بہترین ڈاکٹر یا وکیل کے دماغ میں بھی ہر وقت ادویات یا قانونی باتیں نہیں رہ سکتیں۔ عام حالات میں وہ ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کوئی جاہل زمیندار جب وہ باہم دوستوں سے ملتے ہیں تو اپنے

علم کی باتیں

اس وقت ان کے ذہن میں نہیں ہوتیں۔ بلکہ وہ عام لوگوں والی گفتگو ہی کرتے ہیں مثلاً سناؤ خیریت ہے۔ بال بچے راضی ہیں۔ اتنی مدت کہاں رہے۔ اس وقت ان کی ساری گفتگو میں ایک بات بھی خاص علم کی نہیں ہوگی۔ اس وقت وہ ایسے ہی جاہل ہوں گے۔ جیسے ایک ان پڑھ زمیندار۔ اور دیکھو کامل سے کامل آدمی بھی اپنے بیوی بچوں میں عالمانہ گفتگو نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے بھی وہی جذبات اور وہی افکار ہوتے ہیں۔ جو ایک جاہل کے دماغ میں۔ ان میں مطلقاً کوئی فرق نہیں ہوگا۔

پس اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ عالم سے عالم کا بھی

بہت ہی قلیل وقت

علم کے ماتحت صرف ہوتا ہے پس عالم اسے نہیں کہنا چاہیئے جو کتابیں پڑھ لے۔ بلکہ عالم وہ ہے جو اپنے علم کو اپنے سامنے اس طرح حاضر کرتا رہے کہ اس کی زیادہ سے زیادہ گھڑیاں علم میں گزریں۔ میرے خیال میں ننانوے فیصدی ... بھی میں انسانیت کے ادب کے خیال سے کہہ رہا ہوں۔ ورنہ سو فیصدی لوگ ہی ایسے ہیں جو خیال کرتے ہیں کہ وہ عالم ہیں۔ مگر ان کے اکثر اوقات جہالت میں گزرتے ہیں۔ پس عالم وہ نہیں جو کتابیں پڑھ لے بلکہ وہ ہے جس کے اندر علم داخل ہو جائے۔

قرآن کریم نے علم کا نام

صبغۃ اللہ

رکھا ہے اور رنگ ایسی چیز ہے جو ہر ذرہ کو اپنے رنگ میں رنگین کر دیتا ہے۔ اسی لئے اسلام نے علم کا نام صبغۃ رکھا ہے۔ رنگ ہر جگہ نمایاں نظر آتا ہے۔ اور کسی وقت بھی جدا نہیں ہوتا تو شریعت نے علم الٰہی کا نام اللہ کا رنگ رکھا ہے۔ قرآن شریف نے فرمایا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء بڑے بڑے فلاسفر جو خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرا کرتے۔ اس لئے وہ عالم نہیں۔ کیونکہ وہ علم سے کام نہیں لیتے ان کا علم ان کے کھانے پینے پہننے اور بیوی بچوں میں رہنے غرضیکہ

تمام حالات پر حاوی

نہیں ہوتا۔ ان کا علم ایک پیشہ کے طور پر ہوتا ہے۔ جیسے سپہ گری کا پیشہ ہے۔ جب لڑائی کا وقت آئے سپاہی تلوار اٹھا لیتا ہے۔ مگر بعد میں اسے علیحدہ کر کے رکھ دیتا ہے اسی طرح ان لوگوں نے بھی علم کو بطور پیشہ اختیار کیا ہوتا ہے۔ علم رنگ بن کر ان پر نہیں چڑھا ہوتا۔ بلکہ اس کی حیثیت ایک کپڑے کی سی ہے جب ضرورت ہوئی۔ اوڑھ لیا اور پھر اتار کر رکھ دیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں عالم ہوں۔ میں سوتے ہوئے بھی گویا جاگتا ہوں۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ سوتے ہوئے بھی علم الٰہی میرے دل میں موجیں لے رہا ہوتا ہے۔ اور یہی

حقیقی علم

ہے کہ انسان ہر وقت اس نشہ میں سرشار رہے یہی علم کا حقیقی مقصد ہوتا ہے۔ کہ انسان اس علم کی روح پر جسے اس نے پڑھا ہے۔ ہر وقت حاوی رہے۔ دو طالب علم ایک ہی مدرسہ میں قانون کی ایک ہی کتابیں پڑھتے ہیں۔ مگر ایک معمولی وکیل بنتا ہے۔ اور دوسرا بہت ہی کامیاب پریکٹس کرتا ہے۔ بعض اوقات اگر آپ کامیاب وکیل سے کوئی دفعہ پوچھیں۔ تو وہ بغیر کتاب دیکھنے کے نہیں بتا سکے گا لیکن دوسرا معمولی وکیل جھٹ بتا دے گا۔ حالانکہ پہلے کی شہرت بہت زیادہ ہوتی ہے اور دوسرے کی کچھ بھی نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ کامیاب وکیل نے قانون کے سطحی الفاظ تک اپنے آپ کو محدود نہیں رکھا ہوتا۔ بلکہ اس کی روح کو اپنے اندر جذب کر لیا ہوتا ہے۔ گو اس کی شقیں اسے زبانی یاد نہ ہوں۔ لیکن تقریر کے وقت جج کو اس کی باتوں کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ حالانکہ معمولی دفعہ دیکھنے کے لئے بھی اسے کتاب کی ضرورت ہوتی ہے لیکن دوسرے نے قانون کی روح کو اپنے اندر جذب نہیں کیا ہوتا۔ اسلئے وہ کامیاب نہیں ہوتا۔

پس علم پڑھو اور اس طرح پڑھو کہ وہ

تمہاری زندگی کا ایک جزو

ہو جائے اور زندگی کی تمام حرکات پر حاوی ہو۔ اگر تم میں سے کوئی قانون پڑھتا ہے۔ تو وہ اسے اس طرح پڑھے کہ قانون اس کی ہر بات سے ٹپک رہا ہو۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ قانون کی دفعات اپنی روز مرہ کی گفتگو اور عام حالات میں استعمال کر کے اپنے دوستوں کو پریشان کر دے اور وہ اس کے نزدیک بھی نہ پھٹکیں اور اس کی مثال ایسی ہو جائے جیسے کہ

گورداسپور میں ایک مسلخواں

تھے۔ اس کام میں انہیں اتنا شغف تھا کہ وہ کوئی کام بغیر مسل کے کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ حتیٰ کہ بیوی کو بھی حکم دے رکھا تھا کہ کوئی بات بغیر مسل پیش کئے مجھ سے نہ کہا کرو۔ بیوی بے چاری بھی مجبور تھی کیا کرتی۔ آپ گھر میں آتے اور بیوی کسی چیز کے منگانے کے متعلق کہتی تو حکم ہوتا۔ اچھا مسل پیش کرو۔ وہ مسل پیش کرتی تو ارشاد ہوتا۔ اچھا کیفیت سناؤ۔ وہ بتاتی کہ دو پیسے کا نمک آیا تھا وہ فلاں فلاں کھانے میں خرچ ہوا۔ اور اب اس قدر کی ضرورت ہے۔ آپ یہ سب سنکر حکم دیتے اچھا دو پیسے کا نمک اور خریدنے کی منظوری دی جاتی ہے اتفاق ایسا ہوا کہ گورداسپور کی ایک عدالت سے کچھ مسلوں کی چوری ہو گئی۔ گورنمنٹ نے اعلان کیا کہ سراغ لگانے والے کو انعام دیا جائے گا۔ ان کے پڑوسی روز مسلوں کے جھگڑے ان کے گھر میں سنتے رہتے تھے۔ ان میں سے کسی نے رپورٹ کر دی کہ مسلیں ان کے گھر میں ہیں۔ پولیس نے تلاشی لی تو وہ نمک مرچ کی مسلیں نکلیں۔

سو میرا

یہ مطلب نہیں

کہ قانون پڑھنے والے طلباء قانونی دفعات کو اپنی روز مرہ کی گفتگو اور دوست احباب کی مجالس میں استعمال شروع کر دیں اور اپنے ارد گرد سے تمام دوستوں کو پریشان کر کے بھگا دیں۔ بلکہ یہ ہے کہ قانون جو روح ان کے اندر پیدا کرنا چاہتا ہے وہ ان کے اندر پیدا ہو جائے۔ اسی طرح طب جو روح پیدا کرنا چاہتی ہے۔ وہ علم طب حاصل کرنے والے اپنے اندر پیدا کریں۔ اس کے بعد میں

ایک اور بات

کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہمارے عزیزوں کو قومی کاموں میں بھی حصہ لینا چاہئے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ گورنمنٹ حکم دیتی ہے طلباء سیاسی تحریکات میں حصہ نہ لیں لیکن طالب علم کہتے ہیں کہ نہیں ہم ضرور حصہ لیں گے۔ لیکن ہم کہتے ہیں دینی کاموں میں ضرور حصہ لو اور طالب علم نہیں لیتے۔ اس کی مثال تو ایسی ہے کہ کہتے ہیں

ایک شخص کی بیوی

ہمیشہ اُلٹ ہی کیا کرتی تھی۔ اگر خاوند کہتا آج میں چاول کھاؤں گا۔ تو وہ ضرور روٹی پکاتی۔ خاوند نے بھی اس کی عادت کو سمجھ لیا جس دن اس کا دل چاول کھانے کو چاہتا۔ وہ کہہ دیتا آج ضرور روٹی پکانا اور اس دن ضرور چاول پک جاتے۔ جنہیں وہ مزے سے کھاتا بھی جاتا۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہتا جاتا کہ میں نے تو روٹی کے لئے تمہیں کہا تھا پھر بھی تم نے چاول ہی پکائے۔ ایک دفعہ وہ دونوں کسی دریا سے گزر رہے تھے۔ وہاں مرد اپنا اصول بھول گیا اور بیوی سے کہہ دیا کہ مجھے مضبوط پکڑے رکھو۔ بیوی نے اسے جھٹ چھوڑ دیا اور وہ دریا میں بہہ گئی اس شخص نے دریا کے اوپر کی طرف اس کی تلاش شروع کی۔ کسی نے کہا میاں بہنے والا نیچے جایا کرتا ہے آپ بہتے نیچے کی طرف تلاش کریں۔ اس نے کہا نہیں میری بیوی ہمیشہ الٹ کیا کرتی تھی۔ اس لئے ضرور اوپر کی طرف ہی گئی ہو گی۔ تو شاید طالب علموں میں بھی ایسی روح ہوتی ہے کہ جس کام کے متعلق کہا جائے کہ نہ کرو۔ اسے وہ ضرور کرنا چاہتے ہیں۔ اور جس کے کرنے کے لئے کہا جائے اسے نہیں کرتے لیکن میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے بچوں میں یہ روح یقیناً نہیں ہو گی۔ اور ان کے اندر مسلمانوں والی

سیدھی سادی روح

ہو گی۔ اس لئے انہیں کچھ نہ کچھ وقت اصلاح و ارشاد کیلئے بھی ضرور نکالنا چاہئے۔ میں نے لاہور میں بھی طلباء کو جب یہی نصیحت کی تھی۔ تو بعض نے کہا تھا کہ لوگ ہماری بات سنتے نہیں۔ میں نے جس طرح بتایا ہے کہ علم اس طرح سیکھو کہ وہ تمہارے جسم کے ہر حصہ میں جذب ہو اور ہر حرکت سے اس کا اظہار ہو۔ اسی طرح یہ بھی کہتا ہوں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اصلاح و ارشاد بھی بغیر خاص جوش اور جنون کے نہیں ہو سکتی۔ تمہارے اندر یہ روح ہونی چاہئے کہ ہمیں جو چیز ملی ہے اسے فرض سے کل دنیا تک پہنچائیں کیونکہ اگر یہ چیز اسے نہ ملی تو وہ ضرور تباہ ہو جائیگی بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں تم دنیا کو برا بھلا کہتے ہو تمہاری بات کیوں سنیں! انہیں بتانا چاہئے کہ دنیا کے اندر کونسی سچائی ہے جسے ترک کر دینے والا نقصان نہیں اٹھاتا۔ اگر کونین بخار کے لئے مفید ہے تو اس کو چھوڑنے والا ضرور بخار میں مبتلا ہو جائے گا۔ اسی طرح جب ایک مامور دنیا میں آیا تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اسے نہ ماننے والا نقصان نہ اٹھائے۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہمارے بھائی اس ضرر سے بچ سکیں۔ اگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا ایک بھائی زہر کھا رہا ہے اور ہم اسے روکتے نہیں تو اس کے یہی معنے ہیں کہ یا تو ہمیں یہ حقیقت ہی معلوم نہیں کہ زہر کیا چیز ہے اور یا پھر ایسے بے دل اور کمینے ہیں کہ ایک بھائی کا نقصان دیکھ کر ہمارے اندر جوش نہیں پیدا ہوتا۔ ہر شخص کا ایک حلقہ اثر ہوتا ہے اور طلباء کا بھی ہوتا ہے اس لئے اپنے اپنے حلقہ اثر میں ضرور اصلاح و ارشاد کا فرض ادا کرنا چاہئے۔ عام اصول کے لحاظ سے دیکھا جاتا ہے کہ اچھا بیج اچھا پودا اگاتا ہے اور برا بیج برا پودا۔ بسا اوقات اس کے الٹ بھی ہوتا ہے مگر عام قاعدہ یہی ہے۔ اسی طرح یہ ہو سکتا ہے کہ ہماری جماعت میں بھی بعض کمزور ہوں لیکن عام قاعدہ یہی ہے کہ نبیوں کی جماعتوں کی ترقی کی قابلیت زیادہ ہوتی ہے اگرچہ ہو سکتا ہے کہ ان میں بھی بعض گر جائیں۔ پس اگر ہماری قابلیت کے معیار سے لوگ گر جائیں تو ہمارا فرض ہے کہ انہیں اوپر اٹھائیں۔ اندر یہ جذبہ پیدا کر کے دیکھو تو ضرور اثر ہو گا

فارم اصل آمد سنہ ۶۴-۱۹۶۳ء

جملہ موصی حضرات کی خدمت میں سنہ ۶۴-۶۳ء کی آمد معلوم کرنے کے لئے فارم بھجوائے جا چکے ہیں۔ موصی حضرات سے درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد پُر کر کے دفتر ہذا کو ارسال کر دیں۔ تاکہ ان کے حسابات مکمل کر کے انہیں ارسال کئے جا سکیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

جماعت احمدیہ کی بین الاقوامی حیثیت!

تقریر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۶۳ء قادیان

(۲)

تبلیغی سرگرمیوں کا تفصیلی جائزہ

حضرات! اب میں آپ کی خدمت میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کا قدرے تفصیلی جائزہ پیش کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو وفات پا گئے۔ آپ کی وفات کے بعد جماعت میں نظام خلافت جاری ہوا۔ اور حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ اوّل منتخب ہوئے۔ خلافت اولیٰ میں پہلا غیر ملکی مشن ۱۹۱۲ء میں "لنڈن" میں قائم ہوا۔ ۱۹۱۴ء میں خلافت ثانیہ قائم ہوئی اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی منتخب ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کو آپ کا "حسن و احسان میں نظیر" اور "دنیا کے کناروں تک شہرت پانے والا" قرار دیا گیا تھا۔ حضور کے عہد خلافت میں جماعت نے دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرنی شروع کی۔ ہندو پاکستان کے علاوہ بیرونی ممالک میں متعدد تبلیغی مراکز کا قیام عمل میں آیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان مشنوں کی تبلیغی مساعی اور سرگرمیوں کے نتیجہ میں ہر رنگ و نسل، ملک و قوم، طبقہ و سوسائٹی اور علم و فن کے لوگ جماعت میں داخل ہوئے۔ اور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

بھائیو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اندر عشق محمدی اور اشاعت اسلام کا جو بے پناہ جذبہ تھا۔ اس کا اظہار حضرت اقدس علیہ السلام کے اس شعر سے ہوتا ہے ؎

در رہ عشق محمد این سر و جانم رود
این تمنا این دعا این در دلم عزم صمیم
(درثمین فارسی)

اسی طرح اشاعت اسلام کیلئے عزم صمیم کا اظہار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے ہوتا ہے کہ ؎

پھیلائیں گے صداقت اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں
پرواہ نہیں جو ہاتھ سے اپنے ہی اپنا آپ
حرف غلط کی طرح مٹانا پڑے ہمیں
محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں
(کلام محمود)

اب آپ جماعت احمدیہ کے تبلیغی مراکز کے کوائف سماعت فرمائیں۔ بفضلہ تعالیٰ اب ۳۰ ملکوں میں ۴۳ + ۲۶ تبلیغی مشن قائم ہیں۔ جن میں ۱۴۷ مبلغین کام کر رہے ہیں۔

(ب) تبلیغی مراکز مع تعداد مبلغین

نمبر شمار	نام ملک	قیام مشن سنہ	موجودہ تعداد مشن	تعداد مبلغین: مرکزی	تعداد مبلغین: مقامی	میزان
۱	انگلستان (لنڈن)	۱۹۱۲ء	۱	۲	×	۲
۲	ماریشس (روزہل)	۱۹۱۵ء	۱	۱	۱	۱
۳	امریکہ	۱۹۲۱ء	۵	۵	×	۵ (نیویارک، ڈیٹن، پٹس برگ، واشنگٹن، سینٹ لوئس)
۴	مغربی افریقہ (غانا)	۱۹۲۱ء	۵	۵	۱۹	۲۴
۵	سیرالیون	۱۹۲۱ء	۵	۶	۷	۱۳
۶	نائیجیریا	"	۴	۴	۱۷	۲۱
۷	کینیا (مشرقی افریقہ)	۱۹۳۴ء	۳	۳	۷	۱۰
۸	ٹانگانیکا	"	۲	۴	۱۵	۱۹
۹	یوگنڈا	"	۴	۵	۱	۶
۱۰	انڈونیشیا	۱۹۲۵ء	۱۱	۷	۱۰	۱۷
۱۱	ملیشیا	۱۹۳۵ء	۲	۲	×	۲ (سنگاپور، کوالالمپور)
۱۲	بورنیو	"	۱	۱	×	۱
۱۳	اسپین (میڈرڈ)	۱۹۳۶ء	۱	۱	×	۱
۱۴	ہالینڈ (ہیگ)	"	۱	۲	×	۲
۱۵	سوئٹزرلینڈ (زیورچ)	۱۹۴۸ء	۱	۱	×	۱
۱۶	جرمنی (ہمبرگ)	۱۹۴۹ء	۲	۳	۱	۴ (ہمبرگ، فرینکفورٹ)
۱۷	سکنڈے نیویا		۳	۱	۲	۳
۱۸	برٹش گی آنا (جارج ٹاؤن)	۱۹۵۱ء	۱	۱	×	۱
۱۹	لائبیریا		۲	۱	۲	۳
۲۰	گیمبیا		۱	۱	×	۱
۲۱	آئیوری کوسٹ		۱	۲	×	۲
۲۲	ٹوگولینڈ		۱	۱	×	۱
۲۳	جنوبی افریقہ		۱	×	×	×
۲۴	اسرائیل (کبابیر)	۱۹۲۸ء	۱	۱	×	۱
۲۵	لبنان		۱	۱	×	۱
۲۶	شام		۱	۱	×	مرکز نہ
۲۷	عدن		۱	۱	×	۱ مرکز کا
۲۸	برما (رنگون)		۱	×	×	ان دونوں ملکوں میں مرکزی مبلغین کی کوشش ہو رہی ہے
۲۹	سیلون کولمبو		۱	۱	×	
۳۰	فجی (آئی لینڈ)		۱	۱	×	۱
			تعداد مشن ۶۶	مرکزی ۶۴	مقامی ۸۳	۱۴۷

(ج) احمدیہ پریس۔ اخبارات و رسائل

ہندو پاکستان پریس

احباب کرام! ہندو پاکستان میں مختلف زبانوں میں ہمارے اخبارات و رسائل شائع ہوتے ہیں۔ جن میں سے پاکستان سے شائع ہونے والے مشہور اخبارات و رسائل یہ ہیں:-

ربوہ سے:- (۱) الفضل (۲) خالد (۳) انصار اللہ (۴) مصباح (۵) الفرقان (۶) تشحیذ الاذہان (۷) ریویو آف ریلیجنز انگریزی (۸) رسالہ احمدی بنگالی زبان میں ڈھاکہ سے شائع ہوتا ہے۔

اور ہندوستان میں شائع ہونے والے اخبارات و رسائل یہ ہیں:-

قادیان سے - اخبار "بدر" اور رسالہ "اصحاب احمد"
مدراس سے - آزاد نوجوان

ان مذکورہ اخبارات و رسائل کے علاوہ مختلف ممالک سے ہمارے جو اخبارات شائع ہوتے ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے:-

نمبر شمار	نام ملک	اخبار کا نام	زبان
۱	انگلستان (لنڈن)	مسلم ہیرلڈ muslim Herald	انگریزی اور یہی رسالہ امریکہ بھی جاتا ہے۔
۲	امریکہ	" " "	
۳	سوئٹزرلینڈ (زیورچ)	Der Islam	جرمن
۴	جرمنی	" "	
۵	ہالینڈ (ہیگ)	Al. Islam	ڈچ
۶	نائیجیریا	The Truth	انگریزی
۷	سیرالیون (بو)	The African Crescent	"
۸	گولڈکوسٹ	(البشریٰ) Al. Bushra	" (رسالہ)
۹	مشرقی افریقہ	East African times	انگریزی میں
		Mapinzuya Mangu	سواحیلی زبان میں
۱۰	جنوبی افریقہ کیپ ٹاؤن	Al. Asar	انگریزی میں
۱۱	انڈونیشیا (جکارتا)	Sinar Islam	انڈونیشین زبان
۱۲	اسرائیل (حیفا)	البشریٰ	عربی
۱۳	ماریشس (روزہل)	Le message	فرانسیسی
۱۴	سیلون کولمبو	The message	انگریزی اور سنگھالی زبان میں

نمبر شمار	نام ملک	اخبار کا نام	زبان
۱۱	برما (رنگون)	البشریٰ	اردو ۔ انگریزی
۱۲	گولڈ کوسٹ	گائیڈین	انگریزی

(د) مساجد ۔ درسگاہیں اور ہسپتال

ہندوستان کے علاوہ غیر ممالک میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ جو مساجد اور تعلیمی ادارے درسگاہیں اور ہسپتال قائم ہوئے ہیں ان کی تفصیل اب پیش کرتا ہوں

(الف) ان ممالک میں ۲۹۱ مساجد تعمیر کی گئی ہیں

امریکہ ۔ انگلستان ۔ سوئٹزرلینڈ ۔ ہالینڈ ۔ جرمنی ۔ نائیجیریا ۔ غانا ۔ سیرالیون
۲ ۱ ۱ ۱ ۲ ۲۰ ۱۶۲ ۳۰

ماریشس ۔ کینیا ۔ ٹانگانیکا ۔ یوگنڈا ۔ اسرائیل ۔ برما ۔ انڈونیشیا ۔ بورنیو ۔
۶ ۳ ۲ ۴ ۱ ۵۰ ۳ = ۲۹۱

(ب) تعلیمی درسگاہیں :۔ ان ممالک میں ۵۰ تعلیمی ادارے اور ۳ ہسپتال کام کر رہے ہیں

برٹش گی آنا ۔ نائیجیریا ۔ غانا ۔ سیرالیون ۔ لائبیریا ۔ ماریشس
۱ ۱۰ ۱۵ ۱۵ ۱ ۱

کینیا ۔ ٹانگانیکا ۔ یوگنڈا ۔ اسرائیل ۔ انڈونیشیا ۔ نجی (آئی لینڈ)
۱ ۱ ۲ ۱ ۱ ۱ = ۵۰

(ج) ہسپتال :۔ نائیجیریا ۔ سیرالیون
۲ ۱ = ۲

(ہ) تراجم قرآن مجید

بھائیو! جماعت احمدیہ کا یہ عزم ہے ۔ کہ وہ باوجود قلت وسائل کے دنیا کی مشہور زبانوں میں قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کا ترجمہ شائع کروائے ۔ فی الحال بندرہ زبانوں میں ترجمہ قرآن مجید تیار کروایا گیا ہے جن میں سے چار زبانوں انگریزی ۔ ڈچ ۔ جرمن اور سواحیلی میں پورے قرآن مجید کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے ۔ باقی

(۱) یوگنڈا سے یوگنڈا افریقہ کی زبان Luganda میں چند پاروں کا ترجمہ

(۲) ڈینش زبان میں دس پاروں کا ترجمہ

(۳) سیرالیون میں Mandy زبان میں ایک پارہ کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے

باقی (۱) فرانسیسی (۲) پرتگیزی (۳) اطالوی (۴) ہسپانوی (۵) لوگنڈی (۶) انڈونیشین (۷) روسی (۸) فینٹی زبان میں قرآن مجید کے تراجم تیار ہو چکے ہیں ۔ انشاء اللہ العزیز وسائل مہیا ہونے اور وقت آنے پر جلد شائع کر دیئے جائیں گے ۔

جماعت احمدیہ کی شاندار ترقی کے بارہ میں مخالفین کا اعتراف

حضرات! اب تک جو تفاصیل جماعت احمدیہ کے مشنوں ۔ درسگاہوں اور پریس کی میں نے پیش کی ہیں ۔ اُن سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ یہ امر واقعہ ہے کہ اس وقت جماعت احمدیہ کو ایک بین الاقوامی پوزیشن حاصل ہو گئی ہے اور جماعت کی تبلیغی سرگرمیاں دنیا کے قریباً ہر ملک اور خطہ میں جاری ہیں ۔ اب میں اس بارہ میں آپ حضرات کے سامنے جماعت احمدیہ کے بعض مخالفین کی آراء پیش کرتا ہوں ۔ جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ معاندین احمدیت کو بھی بالآخر اس سچائی اور حقیقت کا اعتراف کرنا پڑا ہے ۔ چنانچہ

(۱) مولوی ظفر علی خان ایڈیٹر اخبار "زمیندار" لاہور نے ۱۹۳۲ء میں لکھا :۔

"آہ میری حیرت زدہ نگاہیں عبرت دیکھ رہی ہیں کہ بڑے بڑے گریجوایٹ اور وکیل اور پروفیسر اور ڈاکٹر جو گورنمنٹ اور مونیکارٹ اور ہیگل کے فلسفہ تک کو خاطر میں نہیں لاتے تھے ۔ غلام احمد قادیانی کی خرافات ماہیہ پر آنکھیں بند کر کے ایمان لے آئے ہیں ۔ . . . . .

یہ ایک تناور درخت ہو چلا ہے اس کی شاخیں ایک طرف چین میں ہیں تو دوسری طرف یورپ میں پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں ۔"

(زمیندار ۹ر اکتوبر ۱۹۳۲ء)

(۲) مذہبی اخبار "زمیندار" اپنی اشاعت مورخہ ۷ر دسمبر ۱۹۲۶ء میں رقمطراز ہے :۔

"گھر بیٹھ کر احمدیوں کو برا بھلا کہہ لینا نہایت آسان ہے ۔ لیکن اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ یہی ایک جماعت ہے جس نے اپنے مبلغین انگلستان اور دیگر یورپین ممالک میں بھیج رکھے ہیں ۔ کیا ندوۃ العلماء ۔ دیوبند ۔ فرنگی محل اور دوسرے علمی اور دینی مرکزوں سے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ بھی تبلیغ و اشاعت حق کی سعادت میں حصہ لیں ۔ کیا ہندوستان میں ایسے متمول مسلمان نہیں ہیں ۔ جو چاہیں تو بلا مشقت ایک ایک مشن کا خرچ اپنی گرہ سے دے سکتے ہیں ۔ یہ سب کچھ ہے ۔ لیکن افسوس کہ عزیمت کا فقدان ہے ۔ فضول جھگڑوں میں وقت ضائع کرنا اور ایک دوسرے کی پگڑی اچھالنا آج کے مسلمانوں کا شعار ہو چکا ہے ۔"

(زمیندار لاہور ۷ر دسمبر ۱۹۲۶ء)

(۳) ایڈیٹر اخبار "تیج" دہلی نے ۱۹۲۷ء میں لکھا :۔

"احمدیہ جماعت کا ہندوستان کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی ہے ۔ یورپ و امریکہ افریقہ آسٹریلیا عرب ۔ ایشیا کے تمام حصے غرضیکہ دنیا کا کوئی قابل ذکر ملک نہیں ہے ۔ جہاں احمدیہ جماعت کی شاخ یا کم از کم کوئی احمدی کام نہ کر رہا ہو ۔ یورپ کے تمام کے تمام ممالک انگلستان ۔ فرانس ۔ جرمنی وغیرہ میں غرضیکہ تمام جگہ اُن کے مشن موجود ہیں ۔ امریکہ میں بھی تبلیغ ہو رہی ہے افریقہ اور عرب کے تپتے ہوئے صحراؤں ، مصر اور ایران کے زرخیز متمدن ممالک ۔ ترکستان شام ۔ افغانستان کی خوشنما وادیوں غرضیکہ ہر جگہ اُن کی کوشش جاری ہیں اور دن بدن ترقی کر رہی ہیں ۔"

(تیج ۲۵ر جولائی ۱۹۲۷ء)

۴۔ مولانا عبد الماجد صاحب دریا بادی ایڈیٹر صدق جدید لکھنؤ جماعت احمدیہ کے ایک رسالہ پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :۔

"جماعت احمدیہ کے مشن یورپ ۔ امریکہ ۔ مغربی افریقہ ۔ ماریشس ۔ انڈونیشیا اور ہندوستان و پاکستان کے خدا معلوم کتنے ممالک میں قائم ہیں ۔ ان سب کی فہرست اور ان کی کارگزاریاں ۔ اُن کے تبلیغی لٹریچر کی اشاعت انگریزی فرنچ ۔ جرمن ۔ ڈچ ۔ اسپینش ۔ فارسی ۔ برمی ۔ ملایا ۔ تامل ملیالم مرہٹی ۔ گجراتی ۔ ہندی اور اردو زبان میں ۔ ان کی مسجدوں اور ان کے اخبارات و رسائل کی فہرست اور اسی قسم کی دوسری تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر ان صفحات میں نظر آ جائے گا ۔ اور ہم لوگوں کے لئے جو اپنی کثرت تعداد پر نازاں ہیں ۔ ایک تازیانہ عبرت کا کام دے گا ۔"

(صدق جدید ۷ر جون ۱۹۵۷ء)

۴۔ جماعت اسلامی کے آرگن ترجمان القرآن (پاکستان) کا اعتراف :۔

"میں اکثر اوقات اس پر غور کرتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد کو اپنے . . . . . مشن میں اس قدر کامیابی حاصل ہوئی ۔ مجھے مرزا صاحب کی کامیابیوں کا سلسلہ لامتناہی نظر آتا ہے اور جس وقت مرزا صاحب کے مخالفین کی نامرادیوں پر غور کرتا ہوں وہ بھی بے حد و حساب نظر آتی ہیں ایسا کیوں ہے ؟ ایک شخص خدا اور اُس کے رسول کے مقابلہ پر کھڑا ہوتا ہے نا بئیں رسول کو چیلنج کرتا ہے کہ تم سب مل کر بھی میرے مشن کو فیل نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ خدا کی تائید میرے شامل حال ہے ۔ تم جب بھی میرے مقابلہ پر آؤ گے ہر مرتبہ ذلیل و نامراد ہو گے اور یہی میرے نبی ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا ہے ۔ مرزائیوں کی حفاظت کے سامان غیب سے پیدا ہو جاتے ہیں ۔ ایک تازہ مثال دیکھئے کہ بھمبیر کے حادثہ میں نہ جانے کتنے مسلمان لقمۂ اجل ہو گئے ۔ لیکن مرزائیوں کے ایک ممتاز پیرو (چوہدری ظفر اللہ خان صاحب ناقل) کو خدا تعالےٰ نے بال بال بچا لیا ۔ دوسری طرف مرزائیوں کے مخالفین کی تباہی کے سامان بھی غیب سے ظہور میں آتے ہیں جن کی ایک مثال لاہور کا مارشل لاء ہے ۔ ذرا سچے رسول کی ختم نبوت کی حفاظت کرنے والوں کی ناکامیابی اور تباہیاں سامنے لایئے ۔ کس قدر زور دار تحریک اٹھی تھی اور کس بے بسی کے لئے ختم ہو کر رہ گئی ۔"

(ترجمان القرآن بابت ماہ اگست ۱۹۵۴ء صفحہ ۵۸-۵۷)

۵۔ جماعت اسلامی کا اخبار "المنبر" لائلپور رقمطراز ہے کہ :۔

"ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی ہے ۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ۔ اُن میں سے اکثر تقویٰ ۔ تعلق باللہ ۔ دیانت خلوص ۔ علم و اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے سید نذیر حسین صاحب دہلوی ۔

مولانا انورشاہ صاحب دیوبندی۔ مولانا قاضی سید سلیمان صاحب منصور پوری۔ مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی۔ مولانا عبدالجبار غزنوی۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دیگر اکابر رحمہم اللہ وغفرلہم کے بارہ میں ہمارا حسنِ ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے اور ان کا اثر و رسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوتے ہیں جو اُن کے ہم پایہ ہوں۔ اگرچہ یہ الفاظ سننے اور پڑھنے والوں کے لئے تکلیف دہ ہوں گے اور قادیانی اخبارات اور رسائل بھی چندوں اپنی تائید میں پیش کر کے خوش ہوتے رہیں گے لیکن ہم اس کے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھتے رہے۔ تقسیم کے بعد اس گروہ نے پاکستان میں نہ صرف پاؤں جما لئے۔ بلکہ جہاں اُن کی تعداد میں اضافہ ہوا وہاں اُن کے کام کا یہ حال ہے کہ ایک طرف روس اور امریکہ سے سرکاری سطح پر سائنسدان ربوہ آتے ہیں۔ ..... اور دوسری جانب ۱۹۵۳ء کے عظیم ترین ہنگامہ کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اس کا ۵۷-۱۹۵۶ء کا بجٹ پچیس لاکھ روپیہ کا ہو۔"

(المنبر ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء)

۲۔ جماعت اسلامی کا اخبار "المنبر" لائلپور (المنیر کی اشاعت بند ہونے کے بعد یہ اخبار المنبر کے نام سے شائع ہونا شروع ہوا) جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی پر ریویو کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

(الف) "قادیانیت میں نفع رسانی کے جو جوہر موجود ہیں۔ اولین اہمیت اس جد و جہد کو حاصل ہے جو اسلام کے نام پر وہ غیر مسلم ممالک میں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ قرآن مجید کو غیر ملکی زبانوں میں پیش کرتے ہیں۔ تثلیث کو باطل کرتے ہیں۔ سید المرسلین کی سیرت طیبہ کو پیش کرتے ہیں۔ ان ممالک میں مساجد بنواتے ہیں۔ اور جہاں کہیں ممکن ہو اسلام کو امن اور سلامتی کے مذہب کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔"

(ب) "قادیانی تنظیم کا تیسرا پہلو وہ تبلیغی نظام ہے جس نے اس جماعت کو بین الاقوامی "جماعت

بنا دیا ہے ..... اس سلسلہ میں یہ حقیقت اچھی طرح سمجھ لینے کی ہے کہ بھارت کشمیر۔ انڈونیشیا۔ اسرائیل۔ جرمن ہالینڈ۔ سوئٹزرلینڈ۔ امریکہ۔ برطانیہ دمشق۔ نائیجیریا۔ افریقی علاقے اور پاکستان کی تمام قادیانی جماعتیں مرزا محمود احمد صاحب کو اپنا امیر اور خلیفہ تسلیم کرتی ہیں۔ اور ان کے بعض دوسرے ممالک کی جماعتوں اور افراد نے کروڑوں روپیہ کی جائیدادیں صدر انجمن احمدیہ ربوہ اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام وقف کر رکھی ہیں۔"

(المنبر لائلپور مورخہ ۲ مارچ ۱۹۵۶ء)

جماعت احمدیہ کا شاندار مستقبل

حضرات عربی زبان کا مقولہ ہے "الفضل ما شھدت بہ الاعداء" کہ فضل وہ ہے جس کا دشمن بھی اقرار کریں۔ سو اس مقولہ کے مطابق مخالفین احمدیت کے اعترافات خود جماعت احمدیہ کے موقف کی صداقت پر شاہد ناطق ہیں۔ صاحب! میں اپنی تقریر کے آخر میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے اس مبارک کلام کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جو خدائی بشارتوں پر مشتمل اور جماعت احمدیہ کے شاندار مستقبل سے متعلق ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

(الف) "خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اپنے دلائل اور نشانوں کی رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے۔ مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ

"میں تجھے برکت پر برکت دوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

"سو اے سننے والو ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۱)

نیز حضور فرماتے ہیں:۔

(ب) "اے تمام لوگو سن رکھو! یہ اُس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رُو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں۔ بلکہ قریب ہیں۔ کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا۔ جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی ...... دُنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴)

پس جماعت احمدیہ کی ترقی خدائی تقدیر و مشیئت ہے۔ اور آنے والا دن ان پیشگوئیوں کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرتا چلا جا رہا ہے۔ نہایت مبارک ہے وہ انسان جو خدائی منشاء کو سمجھے اور اپنی زندگی کو ایسے رنگ میں بسر کرے کہ اس کو خدا کی رضا اور برکت حاصل ہو۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

شذرات!

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی قادیان

کتا۔ بلی۔ کبوتر

آج کا مہذب انسان جب کبھی کوئی ننگِ انسانیت کارستانی کرتا ہے تو اسے یا تو شیطان سے منسوب کر دیتا ہے، یا درندہ پن اور حیوانیت اور خود کو بری الذمہ قرار دے کر اپنے ضمیر کی آواز سننے سے بچنے کے لئے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتا ہے۔ اور یوں وہ اپنے گناہوں کی پردہ پوشی کی ناکام کوشش کرتا ہے حالانکہ تہذیب و معاشرت کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ شیطان عرصہ ہوا طویل رخصت پر جا چکا ہے کیونکہ اس کے مشن کو پورا کرنے کے لئے اس کے ہوشیار شاگردوں نے کاروبار سنبھال لیا ہوا ہے۔ اور آج کا انسان اپنی عین انسانیت کا مظاہرہ کر رہا ہے اس کے سامنے شیطان کی شیطنت بھلا کیا حیثیت رکھتی ہے!

رہی بات درندوں کی درندگی اور حیوانوں کی حیوانیت کی۔ تو ہمارا تجربہ یہی ہے کہ یہ جنس بیچاری بھی خواہ مخواہ بدنام ہے۔ جنگل میں سب سے طاقتور خونخوار اور خوفناک درندہ شیر ہی ہوتا ہے کہ شکاریات کے ماہر جم کاربٹ نے قریب سے اس درندے کا مطالعہ کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ یہ درندہ اپنی ضرورت کے مطابق ایک آدھ جانور کا شکار کرتا ہے اور پھر جب تک بھوک نہ لگے مطمئن رہتا ہے یعنی کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ وہ اندھا دھند دن رات شکار کرتا پھرتا ہو اور بے مقصد بیسیوں جانوروں کو کاٹ کے رکھ دیتا ہو۔

روزنامہ "پرتاپ" جالندھر کے سنڈے ایڈیشن مجریہ ہم اپریل میں امرتسر کے کسی بند و مہدی دت ایک بڑا ہی عجیب و انوکھا تجربہ شائع کرایا ہے جو یہ اس نے لکھا ہے کہ میں نے تجربۃً تین متضاد طبیعتوں کے جانوروں یعنی کتا، بلی اور کبوتر کو پالنا شروع کیا۔ ابتداء میں تو یہ جانور اپنے فطری تضاد کی وجہ سے ایک دوسرے کے دشمن رہے لیکن مالک نے آہستہ آہستہ انہیں ایک دوسرے کے قریب لانا شروع کیا۔ اور رفتہ رفتہ ان کی باہمی منافرت دور ہونے لگی۔ اور پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ان تینوں کو ایک ہی جگہ بند کر دیا جاتا اور وہ ایک دوسرے کو نہ صرف یہ کہ نقصان نہیں پہنچاتے تھے بلکہ ان میں ایک قریبی لگاؤ اور موانست پیدا ہو گئی اور بلی جو کبھی ایک دوسرے کے قریب نہیں رہ سکتے تھے علاوہ کبوتر جس کا کبھی ساتھ نہیں رہا یہ تینوں جانور ایک ہی پنجرے میں بند رہتے اور آپس میں پیار بھری اٹکھیلیاں کرتے کبھی کتا بلی کو پیار سے چھیڑتا اور کبھی بلی محبت کے ساتھ اپنے اگلے پنجے سے کبوتر کو گویا تھپکیاں دیتی اور کبھی کبوتر بلی کے سر پر بیٹھ کر اپنی چونچ سے گویا بلی کا سر کھجلا دیتا۔ کتے بلی اور کبوتر کا یہ سیکولرازم کا تجربہ کامیاب رہا۔ نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ جنہیں ہم حیوان کہتے ہیں وہ اکٹھے رہتے رہتے اپنی متضاد طبائع اور فطرت پر چند ہی ماہ میں اس قدر کنٹرول کر لیتے ہیں کہ آپس میں محبت کرنے لگتے ہیں۔ لیکن انسان ایک ایسا جانور ہے کہ سینکڑوں سال تک اکٹھے رہنے کے باوجود موانست کا سبق نہیں سیکھ سکتا۔ پھر بھی بڑی بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ حیوانوں کی حیوانیت کو برا بھلا کہتا ہے!

اگر بھارت کی کرگس پرست جاتیں مسن دی ہوں تو عرض ہے کہ اگر بھارت کے تمام فرقوں کے شہری اپنے دلوں سے منافرت کا جذبہ نکال پھینکیں تو بھارت میں سیکولرازم کا جھنڈا اونچا رہ سکتا ہے۔ ورنہ پہلے ہم سب جنگلوں میں جا بسیں اور وہاں سے حیوانوں کو شہروں میں بسنے کے لئے بھجوا دیں۔ تاکہ ہمارے محبوب وزیر اعظم کا سیکولرازم کا نعرہ مستحکم بنیادوں پر قائم رہ سکے!

ناظران وممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان کی سرکاری منظوری

بابت سنہ ۱۹۶۴ء

مندرجہ ذیل ناظران وممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان کی منظوری سال ۱۹۶۴ء کے لئے جناب رجسٹرار صاحب فرمز اینڈ سوسائٹیز پنجاب چنڈی گڑھ نے بذریعہ ۵۶۳ / ۵-۳-۶۴ سال ۱۹۶۴ء کے لئے عطا فرمائی ہے

۱۔ مکرم مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و پریذیڈنٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان
۲۔ " صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت وتبلیغ وتعلیم وتربیت "
۳۔ " شیخ عبدالحمید صاحب عاجزؔ ناظر بیت المال "
۴۔ " ملک صلاح الدین صاحب ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ "
۵۔ " قریشی عطاء الرحمن صاحب " " "
۶۔ " سید وزارت حسین صاحب ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان ساکن اورین ضلع مونگھیر (بہار)
۷۔ " سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ " " آشیانہ بلڈنگ رانچی "
۸۔ " سیٹھ محمد معین الدین صاحب " " چنتہ کنٹہ ضلع محبوب نگر (آندھرا)
۹۔ " سیٹھ محمد عبدالحی صاحب " " یادگیر ضلع گلبرگہ (میسور)
۱۰ " مولوی بی عبداللہ صاحب فاضل " " پینگاڈی ضلع کینانور (کیرالہ)
۱۱ " سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی تاجر " " کلکتہ
۱۲ " سیٹھ محمد عمر صاحب سہگل تاجر " " کلکتہ

عہدیداران وممبران تحریک جدید انجمن احمدیہ قادیان کی سرکاری منظوری

بابت سنہ ۱۹۶۴ء

مندرجہ ذیل عہدیداران وممبران تحریک جدید کی منظوری جناب رجسٹرار صاحب فرمز اینڈ سوسائٹیز پنجاب چنڈی گڑھ نے برائے سال ۱۹۶۴ء بذریعہ ۱۵۶۷ / ۵-۳-۶۴ عطا فرمائی ہے۔

(۱) مکرم مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل قادیان وکیل اعلیٰ ووکیل الدیوان قادیان
(۲) " صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب وکیل التبشیر و تعلیم "
(۳) " شیخ عبدالحمید صاحب عاجزؔ بی۔ اے۔ وکیل المال "
(۴) " ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے ممبر تحریک جدید "
(۵) " قریشی عطاء الرحمن صاحب قادیان " "
(۶) " سید وزارت حسین صاحب " "
[illegible] " اورینوی (بہار)
(۷) " سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ " "
آشیانہ بلڈنگ رانچی (بہار)
(۸) " سیٹھ محمد معین الدین صاحب آف
چنتہ کنٹہ (آندھرا) "
(۹) " سیٹھ محمد عبدالحی صاحب ساکن یادگیر (میسور) "
(۱۰) " مولوی بی۔ عبداللہ صاحب
فاضل ساکن پینگاڈی کیرالہ "
(۱۱) " سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی تاجر کلکتہ "
(۱۲) " سیٹھ محمد عمر صاحب سہگل تاجر " "

درخواستہائے دعا

۱۔ مکرم برادرم محمد شعیب صاحب عارف کو ئٹہ ان دنوں کچھ بیمار ہیں اور احباب کرام سے دعائے صحت کی درخواست کرتے ہیں۔
۲۔ مکرم مولوی محمد سلیم صاحب کلکتہ اپنی کاروباری پریشانیوں کے ازالہ کے لئے اور ملازمت کے سازگار ہونے کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

خاکسار
چوہدری فیض احمد گجراتی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

دو اہم پیغام

(۱) احباب جماعت کے نام:۔ اضافہ چندہ جات کیلئے

"اپنے چندوں کو بڑھاؤ۔ اور خدا تعالیٰ کی رحمت کو کھینچو کیونکہ جتنا تم چندہ دوگے اس سے ہزاروں گنا تمہیں ملے گا، اور دنیا کی ساری دولت کھینچ کر تمہارے قدموں میں ڈال دی جائے گی جس کے متعلق تمہارا فرض ہوگا کہ سلسلہ احمدیہ کے لئے خرچ کرو تاکہ دُنیا کے چپہ چپہ پر مبلغ بھیجے جائیں۔ اور ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے۔ اور دُنیا کی ساری حکومتیں اسلام میں داخل ہو جائیں آپ کو یہ بات بڑی معلوم ہوگی مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی نہیں"

(۲) عہدیداران جماعت کے نام:۔ بقایا داران اور بے شرح افراد کی اصلاح کیلئے

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ میں کمی کا بڑا دخل ان نادہندوں کا ہے جو سلسلہ میں شامل ہونیکے باوجود۔ اخلاص کی کمی کی وجہ سے۔ مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے یا اسی طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سُستی سے کام لیتے ہیں۔ ان کی غفلت بھی سلسلہ کے لئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے۔ پس میں تمام امراء وسیکرٹریان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں روحانی اور تربیتی اصلاح کے ساتھ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے تاکہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں"

احباب جماعت وعہدیداران کرام۔ اپنے نام اپنے پیارے امام کے مندرجہ بالا پیغامات کو پڑھیں اور ان کے جواب میں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر کے اپنی ذاتی اور خاندانی مشکلات کے مقابل پر سلسلہ کی مشکلات کو مقدم رکھتے ہوئے ایثار اور قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنے فضل سے فرض شناسی کا اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر لبیک کہنے کی کما حقہ توفیق عطا فرمائے۔

ناظر بیت المال قادیان

وصـــــــایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں تا اگر کسی کو اپنی وصیت کے متعلق کسی قسم کا اعتراض ہو تو وہ دفتر مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو اسبارہ میں ہفتہ عشرہ کے اندر مطلع کر دے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان۔

نمبر ۱۳۳۹۳ ۔ میں اشرف النساء بیگم زوجہ محمد موسیٰ صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۲/۵۳ ۔ ۱۵ ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ مشرقی پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲-۴-۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد منقولہ ہے غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے

۱۔ حق مہر بذمہ خاوند -/۵۰۰ روپیہ

۲۔ کانٹے طلائی وزنی ایک تولہ قیمتی اندازاً -/۱۳۵ روپیہ

میری کل جائیداد -/۶۳۵ روپیہ ہے۔ میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی جائیداد پیدا کروں گی تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے پر جو بھی متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

میری اس وقت کوئی کسی قسم کی آمد نہیں ہے۔ المرقوم ۔ گواہ شد قریشی محمد شفیع عابد مربی سلسلہ ۹۲۶۲ قادیان ۱۲/۴/۶۴

الامتہ اشرف النساء بیگم

اہلیہ مکرم محمد موسیٰ درویش قادیان ۱۳/۴/۶۴۔

گواہ شد محمد موسیٰ خاوند موصیہ درویش قادیان ۱۳/۴/۶۴

نمبر ۱۳۳۹۴ ۔ میں محمد کنجو ولد کچو باپو کنجو (Kochu Bappu Kunju) قوم مربلا پیشہ بے کار عمر ۵۶ (56) تاریخ بیعت ۱۹۴۲ء ساکن Thevalakkara ڈاکخانہ خاص ضلع Quilon صوبہ Kerala بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۵/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

I میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

(۱) ایک کچا مکان جس میں میری رہائش ہے اس کی قیمت اندازاً پانچ سو روپیہ ہے -/۵۰۰

(۲) ۶۷ سینٹ زمین یعنی ناریل کا باغ جس کی قیمت کا اندازہ چھ ہزار روپیہ ہے -/۶۰۰۰

(۳) ۵۰ سینٹ زرعی زمین جس کی قیمت اندازاً اڑھائی ہزار روپے ہے -/۲۵۰۰

(۴) ۴۳ سینٹ غیر زرعی زمین جس میں پیداوار بہت کم ہوتی ہے اس کی قیمت اندازاً ایک ہزار روپے ہے -/۱۰۰۰

میزان کل دس ہزار روپے (-/۱۰۰۰۰)

اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

II اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو اس رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

III اس کے علاوہ میں ماہوار -/۲۵ (پچیس روپے) پچھتر سے پیسے اپنے بیٹے سے پاتا ہوں ان کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ یہ حصہ آمد ماہوار صدر انجمن احمدیہ کو دیتا رہوں گا۔

IV اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

تاریخ ۱ ماہ مئی ۱۹۶۴ء

العبد مرمی محمد کنجو
K. Mohamad Kunju
Puttan Par ayil Hous
Padim Jattak Kara
The Valak Kara

گواہ شد
خاکسار عبد اللہ (مالاباری) بقلم خود
مبلغ سلسلہ احمدیہ پینگاڈی کیرالہ

گواہ شد
خاکسار ابو الوفاء
مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ
کالیکٹ۔ کیرالہ

نمبر ۱۳۳۹۵ ۔ میں آمنہ بیگم زوجہ مکرم ملک صلاح الدین ایم۔ اے قوم میر پیشہ خانہ داری عمر اندازاً چالیس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ رواہ ڈاکخانہ محلہ رواہ ضلع ڈوڈہ صوبہ جموں و کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ اپریل ۱۹۶۴ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میری کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں۔ میری منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

(۱) مہر پانصد روپیہ جو میرے خاوند کے ذمہ ہے۔

(۲) گلے کی زنجیری اور ایک انگوٹھی ہر دو طلائی وزنی ایک تولہ چار ماشے اور قیمتی دو صد روپیہ اور دو عدد کانٹے طلائی وزنی ایک تولہ قیمتی ڈیڑھ صد روپیہ

(۳) نقد چالیس روپے

میں جملہ جائیداد بالا کی یا جو آئندہ میں پیدا کر سکوں گی یا بوقت وفات میری ثابت ہو دسویں حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

الامتہ آمنہ

گواہ شد
عبد القیوم میر ولد جمال الدین صاحب میر
برادر موصیہ حال وارد قادیان
۱۹-۴-۶۴

گواہ شد
بقلم ملک صلاح الدین ایم۔ اے
مؤلف اصحاب احمد قادیان
خاوند موصیہ ۱۹/۴/۶۴

نمبر ۱۳۳۹۶ ۔ میں کرم نور زوجہ محمد عزیز صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ مشرقی پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۴/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔

(۱) حق مہر مبلغ -/۵۰۰ روپیہ بذمہ خاوند ہے۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں اپنی اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں نیز میری وفات پر جس قدر جائیداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر کوئی مزید جائیداد پیدا کروں تو اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ المرقوم گواہ شد قریشی محمد شفیع عابد قادیان مربی ۹۲۶۲

الامتہ کرم نور ۲۹/۴/۶۴

کرم نور اہلیہ محمد عزیز درویش

گواہ شد
محمد عزیز
محمد عزیز خاوند موصیہ درویش قادیان
۲۹/۴/۶۴

گواہ شد
مستری منظور احمد
مستری منظور احمد ولد غلام الدین مرحوم
درویش قادیان
۲۹/۴/۶۴

مرکز کی ایک تعلیمی ضرورت

اس سے قبل بھی متعدد بار اخبار بدر میں اعلان کیا گیا ہے کہ نصرت گرلز سکول قادیان میں محکمہ تعلیم کے بعض قواعد و ضوابط کے پیش نظر ٹرینڈ استانیوں کو مدرسہ مذکورہ میں رکھا جانا از بس ضروری ہے اور جب تک نظارت ہذا اس کمی کو پورا نہیں کرتی اس وقت تک نصرت گرلز سکول قادیان بعض سرکاری مراعات کا مستحق نہیں ہو سکتا بہر صورت مدرسہ کے لئے مفید ہیں مگر افسوس کہ باوجود مسلسل تحریکات کے نظارت ہذا مدرسہ مذکورہ کی خالی آسامیوں کو پر کرنے سے قاصر ہے ۔۔۔ ہماری جماعت ہر شعبہ حیات کی ترقی و جد و جہد میں دیگر جماعتوں سے پیش پیش اور ممتاز رہی ہے۔ لہذا نظارت ہذا باور نہیں کر سکتی کہ جماعت احمدیہ ہندوستان میں ٹرینڈ استانیوں کا فقدان ہے یا ٹرینڈ استانیاں کمیاب ہیں۔ لہذا نظارت ہذا بذریعہ اعلان ہذا الخیر جماعت احمدیہ ہندوستان کی جے۔ بی۔ ٹی اور بی۔ اے۔ بی۔ ٹی بہنوں سے درخواست کرتی ہے کہ وہ مرکز کی ضروریات کو مقدم سمجھتے ہوئے اپنی خدمات کی پیشکش فرمائیں۔ یہ پیشکش نہ صرف اقتصادی نقطہ نظر سے ہی منفعت بخش ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا بھی موجب ہوگی ۔۔۔ نظارت ہذا امید کرتی ہے کہ ہماری تعلیم یافتہ بہنیں ہماری اس درخواست کو قابل توجہ سمجھیں گی

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

نوٹ:۔ مدرسہ ہذا مذکورہ بالا ہر دو آسامیوں کو مشاہرہ گورنمنٹ کے گریڈز کے مطابق دیا جائے گا

خبریں

راولپنڈی ۲۵ مئی۔ شیخ عبد اللہ نے آج صبح صدر ایوب خان کے ساتھ ساڑھے تین گھنٹے بات چیت کی۔ بات چیت صبح ۹ بجے شروع ہوئی تھی۔ بات چیت کے بعد آپ نے اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ صدر ایوب کے ساتھ میری بات چیت تسلی بخش طور پر آگے بڑھی ہے۔ میرے تجویز کیا کہ بھارت اور پاکستان کے درمیان دوستانہ تعلقات ہونے چاہئیں۔ اس کا مجھے صدر ایوب کی طرف سے بہت حوصلہ افزا جواب ملا ہے اور اس بات چیت سے میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان اور بھارت دونوں ہی امن اور یگانگت چاہتے ہیں۔ آپ نے کہا امید ہے صدر ایوب کے ساتھ میری پھر بات چیت ہوگی۔ آج کی صبح کی بات چیت میں ہم نے ایک دوسرے کا نقطہ نگاہ سمجھنے کی کوشش کی۔ آپ نے کہا کہ اگر ہم کسی سمجھوتہ پر پہنچ سکے تو صدر ایوب اور پردھان منتری شری نہرو کی ملاقات ہوگی۔ آج صبح کی بات چیت میں مرزا افضل بیگ اور مولانا مسعودی نے بھی حصہ لیا۔ پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر بھٹو پاکستانی وزارت خارجہ کے سیکرٹری اور صدر ایوب کے پرنسپل سیکرٹری بھی موجود تھے۔

ڈیرہ دون ۲۵ مئی پردھان منتری پنڈت نہرو نے کل ڈیرہ دون میں اپنے قیام کے تیسرے دن بھی آرام کیا اور کچھ فائلیں دیکھیں۔ وہ ہشاش بشاش نظر آتے تھے۔ پروگرام کے مطابق شری نہرو کو ۲۶ مئی کی صبح کو روانہ ہونا ہے۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ ان کے پروگرام میں قدرے تبدیلی کا امکان ہے۔ خیال ہے کہ وہ یا تو آج شام یا کل ۲۷ مئی کی صبح کو واپس دہلی روانہ ہو جائیں گے۔

لیما (پیرو) ۲۵ مئی۔ پیرو کے دارالحکومت لیما میں ایک فٹ بال میچ کے بعد پیرو اور ارجنٹائن کی ٹیموں کے مابین جھگڑا ہو جانے سے ۲۴۰ سو اشخاص ہلاک ہو جانے کی اطلاع ملی ہے۔ جبکہ غیر سرکاری اندازہ کے مطابق ہلاک شدگان کی تعداد ... سے زائد بیان کی جاتی ہے۔

نئی دہلی ۲۵ مئی۔ بھارت کے وزیر تعلیم شری چھاگلہ نے یہاں ایک تقریر کے دوران میں کہا ہے کہ پاکستان کے ساتھ بات چیت کرتے وقت ہمیں یہ پہلو آنکھوں سے اوجھل نہیں کر دینا چاہیے کہ کشمیر بھارت کا ایک اٹوٹ انگ ہے۔ پاکستان نے اب تک کشمیر کے ایک حصہ پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ اگر سکیورٹی کونسل ٹھیک ڈھنگ سے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کرتی تو یہ معاملہ اب تک نپٹ گیا ہوتا لیکن کونسل کے جانبدارانہ رویہ اختیار کرنے سے پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ اور ابھی تک یہ مسئلہ سلجھ نہیں سکا۔

راولپنڈی ۲۵ مئی۔ پاکستان میں مقیم چینی سفیر کراچی سے اچانک راولپنڈی پہنچے۔ شیخ عبداللہ کی آمد کے تھوڑی دیر بعد پہنچے۔ باخبر حلقوں کا بیان ہے کہ چینی سفیر راولپنڈی میں قیام کے دوران میں شیخ عبداللہ سے بھی ملاقات کرے گا۔

نئی دہلی ۲۵ مئی۔ معلوم ہوا ہے کہ کمیونسٹ چین نے بھارت کی یہ تجویز عملی طور پر مسترد کر دی ہے کہ لداخ کے غیر فوجی خطہ میں کوئی بھی چوکی قائم نہ کرنے کے آدھار پر دونوں ملک آپس میں بات چیت شروع کر دیں۔ کمیونسٹ چین کی نیوز ایجنسی کا ایک بیان کو لمبو کانفرنس ممالک میں شائع ہوا ہے جس میں اس نے بھارت کی اس کی تجویز کو عیارانہ قرار دیا۔

راولپنڈی ۲۵ مئی۔ کل یہاں شیخ عبداللہ کا جو سواگت کیا گیا اس کے بارے میں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ جوش و خروش اور ہجوم کی تعداد کے لحاظ سے پچھلے سال فروری میں وزیر اعظم چین مسٹر چواین لائی کے سواگت سے بھی زیادہ تھا۔ ہوائی اڈہ سے شہر تک کے دس میل کے راستہ پر لوگ لاکھوں کی تعداد میں کھڑے تھے۔ لوگوں میں اتنا جوش و خروش تھا جیسے کہ وہ کسی ہیرو کا سواگت کر رہے ہوں۔ پچھلے کئی سال سے راولپنڈی میں کسی شخصیت کا اتنا بڑا اور شاندار سواگت نہیں ہوا۔ شہر کی تقریباً نصف آبادی سواگت کے لئے باہر نکل آئی تھی۔

دہلی ۲۵ مئی۔ کل یہاں منعقدہ پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے جموں و کشمیر جن سنگھ کے پردھان پنڈت پریم ناتھ ڈوگرہ نے کہا کہ ایک وقت تھا جبکہ شیخ عبداللہ کے خلاف غداری اور حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا تھا۔ مگر اسے رہا کر کے شری نہرو نے جس طرح انکی پشت پناہی کی ہے۔ اور انہیں شیر بنا لیا ہے وہ قابل مذمت ہے۔ جس طرح سے پردھان منتری نے شیخ عبداللہ کو پاکستان کے دورہ پر بھیجا ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آج کے گمبھیر حالات میں شری نہرو ملک کی رہنمائی کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

نئی دہلی ۲۵ مئی۔ یہاں کے باخبر حلقوں کا بیان ہے کہ سال رواں میں ایڈ انڈیا کلب کے ممبر ممالک تقریباً اتنی ہی مالی امداد دیں گے جتنی کہ انہوں نے پچھلے سال دی تھی۔ یہ امداد ایک ارب ۵ کروڑ ڈالر کے لگ بھگ ہوگی۔ جبکہ بھارت نے ایک ارب ۵۱ کروڑ ڈالر امداد کے لئے درخواست کی ہے۔

لندن ۲۵ مئی۔ برطانوی اخبار ڈیلی ایکسپریس کے ماسکو میں تعینات نامہ نگار نے انکشاف کیا ہے کہ روس اور چین کے تجارتی اور دیگر تعلقات عنقریب منقطع ہو جائیں گے۔ اعلیٰ باخبر حلقوں کے بیان کے مطابق کہ مسٹر خروشچیف جو کہ آج ہی یونائیٹڈ عرب ری پبلک کے سولہ دن کے دورہ کے بعد واپس آئے ہیں چند دنوں تک پیکنگ سے روسی سفارت خانہ کے سارے سٹاف کو واپس بلانے کا اعلان کر دیں گے۔ خیال ہے کہ روس کے علاوہ منگولیا۔ بلغاریہ۔ ہنگری اور مشرقی جرمنی بھی چین کے ساتھ سفارتی تعلقات منقطع کر لیں گے۔

قاہرہ ۲۵ مئی۔ وزیر اعظم روس مسٹر خروشچیف کے متحدہ عرب ری پبلک کے سولہ روزہ دورہ کے اختتام پر مسٹر خروشچیف اور صدر ناصر کی طرف سے کل رات ایک مشترکہ بیان جاری کیا گیا جس میں عرب جزیرہ نما کے جنوبی حصہ کے لوگوں کی آمد اومان۔ عدن انگولا۔ موزمبیق جنوبی اور ڈیشیا پرتگالی گنی جنوبی افریقہ اور دیگر ممالک کے لوگوں کی نو آبادیاتی نظام اور غیر ملکی اقتدار کے ایجنٹوں کے خلاف جدوجہد میں پوری اخلاقی اور مادی مدد کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ دونوں فریق ان ممالک کے ویت نام ... پر حملے سامراجیوں کی طرف سے ڈھائے گئے ان مظالم کی مضبوطی سے مذمت کرتی ہے۔ دونوں فریق پر امن باہم وجودیت کے حامی ہیں۔ جو تمام ممالک کے درمیان برابری کے تعلقات کی بنا پر ہونے چاہئیں۔

شملہ ۲۵ مئی (بذریعہ تار) پنجاب سرکار نے آج پنجاب کے پہاڑی علاقوں میں ریشم کے کیڑے پالنے کی صنعت کو بڑھاوا دینے کے لئے پانچ سالہ پروگرام کا اعلان کر دیا ہے۔ اس کے تحت دو لاکھ اشخاص کو روزگار مل سکے گا۔ اس پر پونے دو کروڑ روپیہ خرچ کیا جائے گا۔ اور اس سے سالانہ ایک کروڑ ۱۳ لاکھ روپیہ کا ریشمی دھاگہ اور دو کروڑ ۴۶ لاکھ روپیہ کا خالص تمام ریشم تیار ہوا کرے گا۔ اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے پہاڑی علاقوں کو چار حلقوں میں بانٹا گیا ہے۔ ہر ڈویژن، ڈویژنل افسر کے تحت ہوگا۔ پالمپور ڈویژنل افسر کے دائرہ اختیارات میں حسب ذیل علاقے شامل ہوں گے ضلع کلو۔ تحصیل کانگڑہ۔ تحصیل پالمپور۔ ڈویژنل افسر ڈیرہ گوپی پور کو تحصیل ہمیر پور۔ تحصیل ڈیرہ گوپی پور اور اونہ تحصیل سونپی گئی ہے۔ تیسرا ڈویژنل افسر پٹھانکوٹ میں تعینات ہوگا۔ اسے زیر تحصیل پٹھانکوٹ تحصیل اور گورداسپور تحصیل کے علاقے دیئے جائیں گے۔ چوتھا ڈویژنل آفس چنڈی گڑھ میں ہوگا۔ اس کے چارج میں ضلع شملہ۔ نالاگڑھ نرائن گڑھ اور کالکا کے علاقے ہوں گے۔

پالمپور کوٹلہ ۲۵ مئی۔ گزشتہ رات مائیر کوٹلہ میں زور دار طوفان آیا اور تیز بارش ہوئی۔ بارش بھی بہت زوردار تھی جو آدھ گھنٹہ جاری رہی۔ ژالہ باری سے سبزی کی فصلوں بالخصوص ککڑی۔ خربوزہ اور کریلہ کو بہت نقصان پہنچا ہے۔

ڈھاکہ ۲۵ مئی۔ ریڈیو پاکستان کی اطلاع ہے کہ پچھلے ہفتہ ڈھاکہ کشتیا اور نرسی پور کے اضلاع میں جو طوفان آیا تھا اس میں دو اشخاص ہلاک اور تیس مجروح ہوئے۔ دو لاکھ روپیہ کی جائداد کا نقصان ہوا۔ لیکن غیر مصدقہ اطلاعات میں بتایا گیا تھا کہ ساٹھ اشخاص ہلاک ہو گئے یا گم ہیں۔

گورنر پنجاب مکرم حافظ محمد ابراہیم صاحب کا خط بنام مکرم ناظر صاحب امور عامہ قادیان

مکرم حافظ محمد ابراہیم صاحب کے گورنر پنجاب کے عہدہ پر فائز ہونے پر نظارت امور عامہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے انہیں مبارکباد کا پیغام بذریعہ تار بھجوایا گیا تھا۔ اس کے جواب میں محترم حافظ صاحب نے جو خط لکھا ہے۔ اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

۱ی ۲۷
۹-۵-۶۴
راج بھون
چنڈی گڑھ

میرے پیارے چوہدری مبارک علی صاحب
میرے گورنر کے عہدے پر فائز ہونے پر آپکی طرف سے مبارکبادی کے پیغام کا شکریہ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی نیک خواہشات اور دعائیں مجھے اپنے فرائض کی بااحسن ادائیگی میں ممد و معاون ثابت ہوں گی۔

آپ کا مخلص

حافظ محمد ابراہیم

جب بپھر جاتے تو سمندروں کے پانی کو اچھال کر خشکیوں پر چڑھا دے۔

اور یہی ہوا کہ ہند کا جواہر بیلوں کی اُکتا دینے والی قید و بندیں سے گذرتا ہوا دیوانہ وار آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور مہاتما گاندھی کا دستِ راست بن کر آزادی وطن کا ہیرو بن گیا۔

مگر آہ آج بھارت کی وہ کان لٹ گئی جس میں جواہر بھی تھے اور لعل بھی۔ آج وہ سُونی پڑی ہے وہ خالص ہیرا جس نے اس راہ کان کی تاریکیوں کو روشنی دی تھی آج لوٹ لیا گیا۔ اور ملک ایک بار پھر اتھاہ تاریکیوں میں ڈوب گیا ہے۔ مستقبل کا حال تو خدا جانے لیکن اس وقت تو ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا ہے۔ اے کاش! قدرت اسے کچھ مزید مہلت دیتی تا آنکہ بھارت دنیا کے بڑے ممالک کی صف میں اوّل پوزیشن حاصل کر لیتا۔ اور جس رفتار کے ساتھ اس نے ملک کو ترقی کی منازل طے کرائی ہیں اس رفتار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ کوئی بعید از قیاس بات نہ تھی مگر قدرت کے زبردست ہاتھ کے سامنے کسے تابِ سخن ہے۔

آج بھارت ہی سیاسی طور پر یتیم نہیں ہو گیا بلکہ بہت سے مشکل مسائل جو ہمارے جواہر کے سامنے پہنچ کر خود بخود حل ہو جایا کرتے تھے آج پوری شدت کے ساتھ اور بھیانک رنگ و روپ میں سامنے آ رہے ہیں۔ پنڈت جی کی شخصیت اتنی عظیم اور اتنی قابلِ احترام تھی کہ ملک کی مختلف سیاسی پارٹیاں وہاں پہنچ کر اپنے اختلافات ختم کر دیا کرتی تھیں۔ اور آپ کے سامنے عقیدت و احترام کے ساتھ آنکھیں جھک جھک جایا کرتی تھیں۔ مگر اب ہندوستان بھر میں اس پائے کا کوئی آدمی دکھائی نہیں دیتا جس کی شخصیت کے احترام میں اختلافات کی آندھیاں تھم تھم جائیں۔

یہ آپ ہی کی شخصیت کا سحر تھا کہ دنیا بھر کے ممالک میں بھارت کو عزت کے ساتھ دیکھا اور یاد کیا جاتا تھا۔ اور یہ آپ ہی کی مدبرانہ مساعی کا نتیجہ تھا کہ بھارت کو دنیا کے مختلف سیاسی دھڑوں کی طرف سے متواتر مالی اور اقتصادی اور تکنیکی امداد متواتر ساڑھے سترہ سال سے ملتی چلی آ رہی تھی۔ اور دیکھنے والی دنیا انگشت بدنداں تھی کہ کس طرح کمیونزم اور امپیریلزم کے علمبردار بیک وقت پنڈت نہرو کی دوستی کا دم بھرتے تھے اور آپ کی خاطر اپنے خزانوں کے منہ کھول دیتے تھے۔

پھر اس بات سے بھی کسے انکار ہو سکتا ہے۔ اور ہم تو بہانگِ دہل اس کا اعلان کریں گے کہ یہ پنڈت جواہر لال نہرو ہی تھے جو ملک کی اقلیتوں کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا کرتے تھے اور ان کے خصوصی مسائل میں دلچسپی لیتے تھے آج جب کہ وہ ہم سے دائمی طور پر جُدا ہو گئے ہیں۔ قدرتی طور پر سارا ہی ملک ان کے غم میں سوگوار ہو گا اور ہونا چاہیئے۔ لیکن آج جو کچھ اقلیتوں کے دلوں پر بیت رہی ہے وہ الفاظ کہاں سے آئیں جو اس کیفیت کی ترجمانی کر سکیں۔ ہم اس شرک میں تو مبتلا نہیں ہو سکتے کہ اگر پنڈت نہرو نہ ہوتے تو اقلیتیں خدا جانے کس حال میں ہوتیں مگر یہ ناشکری ہو گی اگر ہم یہ اعلان واضح طور پر نہ کر دیں کہ آپ کی شخصیت اقلیتوں کے لئے ایک سہارا تھی۔ اور حکومت کی مشینری میں اعلیٰ سطح پر آپ ہی کی شخصیت تھی جو زخموں پر مرہم بروقت رکھا کرتی تھی۔ اب بھی ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ملک کی اقلیتوں کے لئے خود آسمان سے ایسے سامان پیدا کر دے گا۔ اور کسی ایسے شخص کو آگے لائے گا۔ جو اقلیتوں کے حقوق کی محافظ و نگہبان ہو۔ کیونکہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنی مخلوق کی باگ ڈور زیادہ عرصہ تک کسی ظالم کے ہاتھ میں نہیں دیتا اگر وہ ایسا نہ کرے تو دنیا میں اندھیر گردی ہو جائے۔

اے جانے والے دیکھ! ہندوستان کے در و دیوار تیرے لئے سسکیاں لے کر رو رہے ہیں۔ دیکھ کہ تیرے بھارت کی سرحدوں پر خطرات منڈلا رہے ہیں۔ دیکھ کہ تیرے ترقیاتی منصوبوں کی امیدوں پر اوس پڑ گئی ہے۔ دیکھ کہ اس وقت بھارت کو کتنے شدید ترین مسائل کا سامنا ہے۔ بہتر تھا تو ان حالات میں نہ جاتا۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ تو مجبور ہے ورنہ تیرے ارادے بہت بلند تھے۔ تیرے عزائم بہت جوان تھے۔ تو نے اپنی ساری زندگی اپنے عزائم کو پورا کرنے کے لئے اس داؤ پر لگا دی!!

جا کہ تیری یاد بھارت واسیوں کے دلوں میں نہ مٹنے والا
نقش چھوڑے جاری ہے!! (ف۔ا۔گ)

پنڈت جواہر لعل نہرو کی سیاسی زندگی پر ایک نظر

شری جواہر لال نہرو کا جنم ۱۴ نومبر ۱۸۸۹ء کو الٰہ آباد میں ہوا۔ انہوں نے اپنی ابتدائی تعلیم پرائیویٹ طور پر گھر پر حاصل کی۔ پندرہ برس کی عمر میں وہ برطانیہ چلے گئے اور ہیرو میں دو برس گذار نے کے بعد وہ کیمبرج یونیورسٹی میں داخل ہو گئے جہاں اُنہوں نے قدرتی سائنسوں میں ڈگری حاصل کی۔ بعد ازاں اُنہوں نے بار ایٹ لا کر کے وکالت شروع کر دی۔ وہ ۱۹۱۲ء میں بھارت واپس آ گئے اور سیدھے سیاست میں داخل ہو گئے۔ طالب علم کے طور پر وہ غیر ملکی غلبہ کے تحت مصائب جھیل رہی تمام اقوام کی بہبود میں دلچسپی رکھتے تھے۔

شری نہرو نے شروع سے ہی قومی تحریک میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا اور وہ ۱۹۱۹ء میں الٰہ آباد کی ہوم رول لیگ کے سیکرٹری بن گئے۔ ۱۹۱۶ء میں اُنہوں نے مہاتما گاندھی کے ساتھ پہلی ملاقات کی اور وہ بجو د ان کی طرف کھنچ گئے۔ انہوں نے ۱۹۲۰ء میں اُتر پردیش کے ضلع پرتاب گڑھ میں پہلے کسان مارچ کو منظم کیا۔ وہ ۱۹۲۰ء میں عدم تعاون کی تحریک کے سلسلہ میں دو دفعہ جیل گئے۔ ستمبر ۱۹۲۳ء میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے جنرل سیکرٹری بنے۔ انہوں نے ۱۹۲۶ء میں اٹلی، سوئٹزرلینڈ، انگلینڈ، بلجیم، جرمنی اور روس کا دورہ کیا۔

شری نہرو نے ۱۹۲۷ء میں برسلز میں اینٹی امپیریلسٹ کانفرنس میں شرکت کی۔ دسمبر ۱۹۲۹ء میں انڈین نیشنل کانگرس کے لاہور سیشن کے صدر منتخب کئے گئے۔ اس اجلاس میں ملک کے لئے مکمل آزادی کا نصب العین اختیار کیا گیا تھا۔ ۱۹۳۰ء-۳۵ء کے دوران وہ نمک ستیہ گرہ اور کانگرس کی طرف سے چلائی گئی دیگر تحاریک کے سلسلہ میں متعدد بار جیل گئے۔ جولائی ۱۹۳۸ء میں وہ سپین اور بعد ازاں دوسری جنگ عظیم کے چھڑنے سے کچھ عرصہ قبل چین گئے۔ بھارت چھوڑ دو تحریک کے دوران شری نہرو پھر جیل بھیجے گئے۔ برطانوی راج کے دوران ان کو یہ جیل یاترا طویل ترین اور آخری تھی۔

جون ۱۹۴۵ء میں اپنی رہائی کے بعد انہوں نے آزاد ہند فوج کے افسران اور جوانوں کی انگریزوں کی طرف سے ان کے خلاف چلائے گئے مقدمے میں کامیاب صفائی پیش کرنے کا انتظام کیا۔ شری نہرو ۱۹۴۶ء میں چوتھی دفعہ اور پھر ۱۹۵۱ء سے ۱۹۵۴ء تک مجموعی طور پر کانگرس کے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں انہوں نے عبوری حکومت کی تشکیل کے سلسلہ میں مذاکرات میں نمایاں حصہ لیا اور پہلے پہل اسی سال ستمبر میں وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے نائب صدر کے طور پر عبوری حکومت قائم کی۔

اگست ۱۹۴۷ء کو آزادی ملنے کے بعد وہ ... کے پہلے پردھان منتری بنے اور آج تک برسر اقتدار رہے۔ گذشتہ ۱۷ برس کے دوران ان کی کے چند مزید قابلِ ذکر واقعات یہ ہیں: ۱۹۴۹ء کے بارے میں ایشیائی کانفرنس اور ۱۹۵۵ء میں ایشیائی افریقی کانفرنس کا انعقاد، ۱۹۴۹ء، ۱۹۵۴ء میں ... اقوام متحدہ سے ایک یادگاری خطاب ۱۹۴۸ء، ۱۹۵۶ء ... امریکہ گئے ۱۹۴۹ء اور ۱۹۵۶ء میں روس گئے۔ قوم ... سیاسی زندگی بھر کی خدمات اور انسانیت کیلئے امن کے مقصد میں ان کی دیر ... کوشش کیلئے راشٹرپتی نے انکی روس کے سفر سے واپسی کے فوراً بعد ۱۵ جولائی ۱۹۵۵ء کو شری نہرو کو سب سے بڑا اعزاز "بھارت رتن" عطا کیا۔ شری نہرو نے دیگر حکومتوں کے سربراہوں کے ساتھ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اکتوبر ۱۹۶۰ء کے اجلاس میں بعد ازاں غیر جانبدار اقوام کی بلگریڈ کانفرنس میں جو ستمبر ۱۹۶۱ء میں ہوئی شرکت کی اور اس طرح دنیا کے ایک بہت بڑے سیاستدان کے طور پر بین الاقوامی مسائل کی طرف دھیان دینا اور ان پر زیادہ سے زیادہ وقت صرف کرنا شروع کیا۔

گھریلو محاذ پر انہوں نے ۲۸ ستمبر سے یکم اکتوبر ۱۹۶۱ء تک قومی یکجہتی کی جو کانفرنس منعقد کرائی اس کی قومی یکجہتی اور استحکام کی جانب اہم ترین اقدام کے طور پر سراہنا کی گئی۔ ۱۹۶۲ء کے عام انتخابات میں شری نہرو پھر ضلع الٰہ آباد میں اپنے چنے حلقہ پھولپور سے لوک سبھا کیلئے منتخب ہوئے۔ انکی تصانیف "تاریخ عالم کی جھلکیاں"، "سوانح عمری" اور "ڈسکوری آف انڈیا" ادبی لحاظ سے بہت بلند مقام حاصل کر چکی ہیں اور دنیا نے ساری دنیا سے خراج تحسین حاصل کیا۔ شری نہرو کی رہبری میں بھارت نے اقتصادی ترقی کیلئے جس کوششیں کی ہیں ہندوستان کی خوشحالی کیلئے تیار کی گئی پنج سالہ منصوبے شری نہرو کا مشن قیمت شدہ رہبری سمجھا رہا ہے حقیقت یہ ہے کہ جہاں تک بھارت کا تعلق ہے منصوبہ بندی کا تصور بہت حد تک شری نہرو کا ہی مرہون منت ہے۔ آزادی کے طور پر جب وہ جدوجہد میں مصروف تھے وہ اس وقت بھی بھارت کے مستقبل کی بابت سوچتے رہتے تھے اور کانگرس کی طرف سے بھارتی منصوبہ بندی کیلئے بنائی گئی اسکی تشکیل میں شری نہرو کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ بین الاقوامی امن کے فروغ میں بھارت کی اہم کوششیں بھی ...

وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کی وفات پر

اہالیانِ قادیان کی طرف سے بھاری ماتمی جلسہ و جلوس اور تعزیتی قرارداد

قادیان ۲۷ مئی۔ آج سہ پہر کے وقت اہالیانِ قادیان کو اچانک ہی ریڈیو پر جب یہ خبر ملی کہ بھارت کے مہان نیتا پنڈت جواہر لال نہرو دو بجکر ۲۰ منٹ پر وفات پا گئے ہیں تو یہ اندوہناک خبر سنتے ہی اہالیانِ قادیان کے ذمہ دار حضرات اور جنتا نے ایک بھاری ماتمی جلوس نکالا جس میں شہر کے ہر قوم و ملت کے افراد ہزاروں کی تعداد میں شامل ہوئے۔ خبر سنتے ہی سارے شہر کی دکانیں اور دیگر کاروبار بند کر دیئے گئے۔ اور لوگ جوق در جوق ماتمی جلوس میں شامل ہوتے گئے۔ جلوس کے خاتمہ پر میونسپل کمیٹی کے سامنے میدان میں ایک بھاری جلسہ زیر صدارت گیانی لابھ سنگھ صاحب فخر پریذیڈنٹ منڈل کانگرس منعقد ہوا۔ جس میں سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ ایم۔ ایل۔ اے سردار گوبچن سنگھ صاحب باجوہ مولانا عبدالرحمن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان۔ شری دریام چند سردار پریتم سنگھ صاحب بھاٹیہ اور جناب ڈاکٹر سردار ناتھ صاحب نے وزیر اعظم پنڈت نہرو کی قابل قدر سیاسی زندگی پر تقریریں کیں اور ملک و ملت کے لئے آپ کی مساعی کا بھرے دل کے ساتھ تذکرہ کیا۔

اس موقعہ پر فیصلہ کیا گیا کہ کل ۲۸ مئی کو وزیر اعظم کی اندوہناک وفات پر سارے شہر میں مکمل طور پر کاروبار بند رہیں۔ نیز مندرجہ ذیل ریزو لیوشن اتفاق رائے سے پاس کیا گیا:۔

اہالیانِ قادیان کو یہ سن کر نہایت دکھ ہوا کہ نہ صرف ہندوستان کے مایہ ناز لیڈر بلکہ ساری دنیا میں امن کے حامی پنڈت نہرو ہندوستان کو ہمیشہ کے لئے جدائی دے گئے ہیں۔ ان کی موت دیش کا عظیم ترین نقصان ہے جس کو پورا کیا جانا سوائے خدا کی مہربانی کے مشکل ہے

لہٰذا اہالیانِ قادیان راشٹرپتی، شریمتی اندرا گاندھی۔ اور صدر آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے ساتھ تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے ان کے غم میں شریک ہیں۔

بالآخر وزیر اعظم کی روح کی شانتی کے لئے دو منٹ کے لئے کھڑے ہو کر خاموشی اختیار کی گئی اور دعا کی گئی۔ اس طرح اس عظیم شخصیت کی وفات پر تعزیتی جلوس و جلسہ غم و اندوہ کے ساتھ ختم ہوا۔

تعزیتی تاریں | مقامی طور پر اہالیانِ قادیان کی طرف سے

ماتمی جلسہ و جلوس کے علاوہ جناب راشٹرپتی، شریمتی اندرا گاندھی اور صدر آل انڈیا کانگرس کمیٹی دہلی کی خدمت میں حسب ذیل مضمون پر مشتمل تاریں ارسال کی گئیں۔

"اہالیانِ قادیان نے یہ خبر نہایت دکھ کے ساتھ سنی ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو دیش کو جدائی دے گئے ہیں۔ اُن کی اندوہناک وفات پر ہم آپ کے ساتھ غم میں شریک ہوتے ہیں"

(نامہ نگار)

بھارت کے مایۂ ناز سپوت اور آزادی کے بہادر جرنیل کی وفات پر

صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے تعزیتی تاریں

مرتبہ چوہدری مبارک علی صاحب فاضل نائب ناظر امور عامہ و خارجہ قادیان

قادیان ۔ ۲۷ مئی کی دوپہر سب بھارت واسیوں کے لئے صدمہ رنج اور افسوس کی دوپہر تھی۔ جبکہ ریڈیو نے اپنے موسیقی پروگرام کو اچانک بند کرتے ہوئے یہ اندوہناک خبر نشر کی کہ بھارت کے مایۂ ناز اور آزادی کے بہادر جرنیل پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم بھارت ہمیشہ کے لئے اس دنیا فانی کو چھوڑ گئے ہیں۔

اس خبر کی اطلاع ملتے ہی محترم مولوی عبدالرحمن صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کے ارشاد پر نظارت امور عامہ نے احمدیہ محلہ کے تمام کاروبار فوراً بند کرا دیئے۔ اور مندرجہ ذیل مرکزی و صوبائی وزراء کے علاوہ پنڈت جی کی سپتری شریمتی اندرا گاندھی اور آپ کی ہمشیرہ محترمہ پنڈت وجے لکشمی صاحبہ کی خدمت میں برقی پیغامات تعزیت ارسال کئے۔

(۱) جناب صدر صاحب جمہوریہ ہند دہلی
(۲) 〃 نائب صدر صاحب 〃 〃
(۳) مسز شریمتی اندرا گاندھی صاحبہ 〃
(۴) 〃 پنڈت وجے لکشمی صاحبہ 〃
(۵) جناب لال بہادر صاحب شاستری صاحب دہلی
(۶) 〃 صاحب صدر آل انڈیا کانگرس کمیٹی 〃

صوبائی

(۱) جناب گورنر صاحب پنجاب
(۲) جناب چیف منسٹر صاحب پنجاب
(۳) جناب ہوم منسٹر صاحب پنجاب

دعا ہے اللہ تعالیٰ نے اس عظیم قومی نقصان کی تلافی کے بہترین سامان کرے اور ملک کا حامی و ناصر ہو۔

دوروز کا التوار

۲۷ مئی کو بدر کا پرچہ چھپ چکا تھا کہ ریڈیو پر پنڈت جی کی افسوسناک وفات کی خبر موصول ہوئی۔ اس لئے پرچہ روک لیا گیا اور اب ڈبل سرورق کے ساتھ پوسٹ کیا جا رہا ہے۔ اور یہی وجہ دو روز التوار کی ہے۔ (مینیجر بدر قادیان)

وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کی وفات پر

درویشانِ قادیان کا غیر معمولی تعزیتی جلسہ اور ماتمی جلوس میں شرکت

قادیان ۲۷ مئی۔ آج تین بجے سہ پہر وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کی اچانک وفات کی خبر سنتے ہی سب جگہ افسردگی چھا گئی۔ محلہ احمدیہ کی تمام دکانیں اور کاروبار فوری طور پر بند کر دیئے گئے۔ اور پانچ بجے مسجد مبارک میں لوکل انجمن احمدیہ کی طرف سے زیر صدارت حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب فاضل ایک غیر معمولی تعزیتی جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مکرم چوہدری عبدالدین صاحب عاقل جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ نے تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کا وجود امن عالم کے لئے خاص اہمیت رکھتا تھا۔ آپ کی وفات سے نہ صرف بھارت اپنے ایک مایۂ ناز سپوت سے محروم ہو گیا بلکہ تمام دنیا ہی ایک بڑے سیاسی مدبر اور انسانیت کے خادم سے محروم ہو گئی۔ اس موقعہ پر ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ان جیسے حقیقی خادموں کو آگے لاتے۔ اور بہتر رنگ میں کام کرنے کی توفیق دے

دوسرے نمبر پر حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے تقریر فرمائی۔ اور بتایا کہ موت و حیات کا سلسلہ دنیا میں ابتدائے آفرینش سے چلا آرہا ہے اور آئندہ بھی چلتا رہے گا۔ عام آدمیوں کی موت ایک حلقہ تک محدود ہوتی ہے مگر پنڈت جی کی وفات عالمگیر اثرات رکھتی ہے آپ کی وفات سے ملک میں ایک عظیم خلا پیدا ہو گیا ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بھارت کو آپ جیسے خلوص و محبت کے ساتھ کام کرنے والے کارکن دیتا چلا جائے۔ جو جانے والے کی جگہ لے سکیں۔

جلسہ کے بعد احمدیہ محلہ سے ماتمی جلوس میونسپل کمیٹی گیا جہاں شہر کی طرف سے ماتمی جلسہ ہو رہا تھا اس میں بھی حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب فاضل نے جماعت کی نمائندگی کی۔ تقریر کی اور بعد ازاں جلسہ مذکور یہ جلوس واپس احمدیہ محلہ میں آ کر ختم ہوا۔ (نامہ نگار)

پینتالیس کروڑ انسانوں کا محبوب سیاسی رہنما اور بین الاقوامی عظیم شخصیت موت کی آغوش میں

عالمی سیاست کا ایک مضبوط ستون منہدم ہو گیا!

پنڈت نہرو بھارت کی کشتی کو منجدھار میں چھوڑ کر راہیٔ ملکِ عدم ہو گئے

ہندوستان اپنے قابل فخر سپوت اور شہرۂ آفاق فرزند سے محروم ہو گیا

ہندوستان کے کونے کونے میں صفِ ماتم بچھ گئی

آہ۔ صد آہ! جذبات میں ایک حشر بپا ہے۔ کیفیات اندرونی ایک ناقابل برداشت تلاطم سے دوچار ہیں۔ کیونکہ ملک کے محبوب وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو آج ہندوستان کی بساطِ سیاست کو ایک سونا پن دے کر اور اسے گنجلکوں میں چھوڑ کر اس جگہ چل بسے جہاں سے کبھی کوئی لوٹ کر نہیں آیا۔ موت کے بے رحم ہاتھ نے اپنے بھرپور وار سے بھارت کے ایوانِ سیاست میں ایک زلزلہ بپا کر کے اس کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا۔

وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو جو ڈیرہ دون میں چار دن تک آرام کرنے کے بعد کل شام ہی دہلی پہنچے تھے آج مورخہ ۲۷ مئی دو بجے بعد دوپہر وفات پا گئے۔ صبح ۶½ بجے آپ نے کمر میں درد کی شکایت کی اور اختلاج قلب کا دورہ محسوس کیا۔ جب نبج ڈاکٹروں کو بلوایا گیا مگر اسی وقت بے ہوش ہو گئے اور آخر دم تک بے ہوشی جاری رہی۔ اس وقت آپ کی عمر ۷۴ سال کی تھی۔ نائب صدر جمہوریہ ڈاکٹر ذاکر حسین ہوم منسٹر شری نندہ اور دوسرے وزراء کے علاوہ پنڈت نہرو کی بیٹی شریمتی اندرا گاندھی بھی آپ کے پاس موجود تھیں لوک سبھا کے ممبران نے یہ المناک خبر بڑے دکھ کے ساتھ سنی۔ سپیکر سردار حکم سنگھ نے رقت آمیز لہجہ میں کیا یہ انتہائی المناک سانحہ ہے اس کے بعد انہوں نے اجلاس کل تک ملتوی کر دیا۔

شری نہرو کی وفات فالج کے دوبارہ حملہ کی وجہ سے ہوئی۔ یہ حملہ صبح چھ بجے ہوا اور ۶ بج کر ۲۰ منٹ پر بے ہوش ہو گئے۔ اس سے پہلے انہیں گذشتہ جنوری میں کانگرس کے بھوبنیشور سیشن میں فالج کا حملہ ہوا تھا۔ جس سے آپ جانبر ہو گئے اور صحت یاب ہونے پر پہلے کی طرح باقاعدہ سیاسی اور سرکاری کاموں میں حصہ لینے لگے تھے۔

وہ انسان۔ وہ بہت بڑا سیاسی رہنما جو اپنی ذات میں پورا بھارت تھا۔ وہ بہادر اور بے خوف لیڈر جس نے غلام ہندوستان کو انتہائی پستیوں سے اٹھا کر انتہائی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ جس نے جنگ آزادی انگلستان سے لڑی کہ وہ سینکڑوں بار اپنے مورچے میں گرا۔ گر کے اٹھا۔ ساتھیوں کو اٹھایا۔ اور ملک کی بندھی ہوئی پڑی والی بیڑیوں کو گورے شہبازوں سے لڑ کر ہتھکڑیوں۔ حوالاتوں اور جیلوں میں سے راستہ بناتا ہوا اور دشمن کو پسپائی پر مجبور کرتا ہوا آگے بڑھا۔ اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ ایک آہنی عزم سے ٹکرا اٹھا۔ اور مشکلات و مصائب کی چٹانوں سے ٹکراتا ہوا پرچم آزادی کو بلند کر کے دیوانہ وار اپنے دشمنوں پر ٹوٹ پڑا۔ اور اپنی ناکامیوں اور مشکلات کو سیڑھیاں بناتا ہوا آخر یہ بتیس سال کی حوصلہ شکن اور صبر آزما جدوجہد کے بعد ملک کو غلامی کے شکنجہ سے آزاد کرانے میں کامیاب ہو گیا!

آہ! آج وہ انسان ہم سے جدا ہو گیا۔ جس نے نہ صرف وطن عزیز کی غلامی کی بیڑیوں کو کاٹ کر پھینکا تھا۔ بلکہ آزادی ملنے کے بعد بھی وہ اپنی عمر اور صحت کی پرواہ کئے بغیر دن اور رات۔ رات اور دن آزاد بھارت کو ترقیات کی منزلیں طے کراتا ہوا اسے دنیا بھر میں سیاسی طور پر بلند کرنے میں کوشاں رہا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارا یہ عظیم ملک عظیم لیڈر کی رہنمائی میں دنیا میں ایک نمایاں مقام اور پوزیشن کا مالک بن گیا۔ اور بین الاقوامی طور پر ایک امتیازی حیثیت حاصل کر لی۔ مگر آہ! آج بھارت کی تاریخ نے وہ سیاہ دن دیکھا ہے۔ جو اس نے کبھی نہ دیکھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک واضح ترین حقیقت ہے کہ پنڈت نہرو نے بھارت کی تاریخ کو ایک بہت بڑا سنہری باب بھی بخشا ہے۔

پنڈت نہرو جو ایک کامیاب سیاسی لیڈر تھے پچھتر سال کامیاب اور مسلسل جدوجہد سے بھری ہوئی زندگی گذار کر آج ۲۷ مئی کو دن کے دو بجے کروڑوں انسانوں کو سوگوار اور آنسوؤں کے حوالے کر کے اور ہندوستان کو ایک قسم کا یتیم اور بے آسرا بنا کر ملکِ عدم کو سدھار گئے ہیں۔

آپ ۱۸۸۹ء میں پنڈت موتی لعل نہرو کے ہاں الہ آباد میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا شمار بھی ملک کے چوٹی کے قانون دانوں اور سیاسی لیڈروں میں ہوتا تھا۔ اور آپ کی والدہ سروپ رانی نہرو بھی سیاست میں سرگرم حصہ لیتی

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ
وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
ہفت روزہ
ضمیمہ بدر قادیان
جلد ۱۳
شمارہ ۲۲
ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب: فیض احمد گجراتی
شرح چندہ
سالانہ ۔/۱۰ روپے
ششماہی ۔/۶ ”
ممالک غیر ۔/۱۸ ”
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے
۲۸ ہجرت ۱۳۴۳ ہش
۱۵ محرم ۱۳۸۴ھ
۲۸ مئی ۱۹۶۴ء

تھیں۔ یہ ہونہار فرزند اپنی سیاسی فضاؤں میں پلا اور بڑھا۔ جذبۂ آزادی اسے اپنے والدین کی طرف سے ورثہ میں ملا تھا۔ چنانچہ اپنی تعلیم کو کامیابی کے ساتھ ختم کرتے ہی وہ ملک کی سرگرم سیاست میں حصہ لینے لگا۔ اور بہت جلد شمع آزادی کے اس پروانے نے بھارت بھر میں ایک نام پیدا کر لیا۔ اور تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ اس کی شہرت ملک کی سرحدوں سے نکل کر آفاقِ عالم میں پھیلنے لگی۔ اور ۱۹۲۹ء میں جب وہ پہلی بار انڈین نیشنل کانگریس کا صدر چنا گیا۔ تو اس وقت تک عالمی سیاست پر اس کا نام چمک رہا تھا۔

پنڈت جی کی اس کے بعد کی زندگی تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلسل جدوجہد تھی ایسی جدوجہد جس میں پورے ۳۵ سال تک کبھی وقفہ نہیں پڑا۔ پینتیس سال ——— زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ ——— پینتیس سال جو ناکامیوں اور مایوسیوں۔ کامیابیوں اور امیدوں کا ایک طویل ترین عرصہ ہے۔ آپ نے حیرت انگیز صبر اور قوتِ برداشت کے ساتھ گذرا۔ اس دوران میں بیسیوں بار جیلوں کی تاریک کوٹھڑیوں اور آہنی سلاخوں نے آپ کا استقبال کیا۔ سالہا سال آپ نے تنہائیوں اور نظر بندیوں کی حالت میں گذارا۔ ہتھکڑیوں کی جھنکار۔ جیلوں کی آہنی سلاخوں میں طویل قید و بند کی اذیتیں اور تنہائیوں اور نظر بندیوں کے صبر آزما لمحات آپ کے جذبات آزادی کو سرد نہ کر سکے۔ بلکہ یہ سب چیزیں آپ کے جذبۂ آزادی کے لئے مہمیز بنتی چلی گئیں۔ اور ہر سزا بھگتنے کے بعد آپ نے اپنی مساعی کو پہلے سے زیادہ تیز کر دیا۔

پنڈت جی کی اس سیاسی جدوجہد کی زندگی میں اکثر ایسا ہوا کہ آپ ایک سزا کی میعاد گذار کر باہر آئے۔ اور ابھی اپنے سارے عزیزوں اور رشتہ داروں سے ملنے بھی نہ پائے تھے کہ انگریز کی منحوس پولیس گرفتاری کے وارنٹ لئے ہتھکڑیاں کھنکھناتی ہوئی آن پہنچی۔ اور آپ نے بڑی خندہ پیشانی سے اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دیا۔

ایسے مواقع کے متعلق پنڈت جی نے اپنی خود نوشت سوانح عمری میں بعض بڑے عجیب واقعات لکھے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح آزادیٔ وطن کا یہ صبر و خندہ پیشانی کے ساتھ مصائب کو خوش آمدید کہتا تھا۔

"دوسرے دن شام کے قریب ..... ایک موٹر آ کر رکی اور اس سے ایک پولیس کا افسر اترا۔ میں فوراً سمجھ گیا کہ میرا وقت آ گیا ہے میں نے اس کے پاس جا کر کہا کہ "بہت دنوں سے آپ کا انتظار تھا" وہ کسی قدر عذر خواہی کے انداز میں بولا کہ میرا قصور نہیں ہے یہ وارنٹ کلکتے سے آیا ہے"۔

(میری کہانی صفحہ ۳۶۹)

ایک بار آپ کو آپ کی اہلیہ کملا نہرو کی بیماری کی وجہ سے جیل سے عارضی طور پر رہا کیا گیا آپ اہلیہ کی عیادت کے لئے الٰہ آباد پہنچے۔ لیکن ابھی گیارہ ہی روز گذرے تھے کہ:۔

"مجھے جیل سے چھوٹے گیارھواں دن تھا۔ .... دفعتہً پولیس کی موٹر کار آ کر رکی اور ایک پولیس افسر نے مجھ سے آ کر کہا کہ آپ کا وقت پورا ہو گیا۔ .... میں اپنے عزیزوں سے رخصت ہوا اور پولیس کی موٹر میں بیٹھ ہی رہا تھا کہ بیمار ماں ہاتھ پھیلائے میرے پاس دوڑی آئیں۔ ان کے چہرے کی وہ کیفیت میرے دل پر ایک عرصے تک نقش رہی"۔

غور فرمایئے کتنے کٹھن حالات تھے۔ جن میں سے آزادیٔ وطن کا یہ مرد گذرا ہے۔ پنڈت جی نے اپنے آرام و آسائش کو ملک اور قوم کی خاطر ترک کر کے آزادیٔ وطن کے لئے عظیم قربانیاں پیش کیں۔ اگر آپ وکالت کا پیشہ اختیار کرتے تو اپنے قابلِ فخر باپ کی طرح آپ کا شمار بھی ملک کے چوٹی کے قانون دانوں میں ہوتا۔ اور آپ کے گھر میں مال و زر کی وہ فراوانی ہوتی کہ گویا دھن برستا۔ لیکن ایک طرف دنیوی تعیش تھا اور دوسری طرف مادرِ وطن غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی کراہ رہی تھی۔ پنڈت جی نے مادرِ وطن کی دعائیں لینے کے لئے زر و مال پر لات ماری اور اسے پائے استحقار سے ٹھکرانے کے بعد اپنا تن من دھن اپنے وطنِ عزیز پر نچھاور کر دیا۔ اس دوران میں کہ آپ آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے۔ کئی مواقع ایسے بھی آئے کہ آپ کا خاندان شدید مالی پریشانیوں سے دوچار ہوا۔ مگر آپ نے یہ سب کچھ خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ ایک موقعہ کے متعلق آپ خود لکھتے ہیں کہ

"میں اپنے مالی معاملات کی طرف متوجہ ہوا جو ایک عرصہ سے بالکل ابتری میں پسِ پشت پڑے تھے .... میں تو خوشی کے ساتھ اس دن کا انتظار کر رہا ہوں جب میرے پاس کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔ جدید دنیا میں روپیہ پیسہ اور املاک مفید ضرور ہیں۔ لیکن اکثر اوقات اس شخص کے لئے جو ایک طویل سفر کی ٹھان رہا ہو یہ بار بھی بن جاتے ہیں۔ ....
..... اپنی مالی حالت فوری طور پر درست کرنے کی غرض سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ بیوی کے زیورات اور چاندی کی چیزیں .... مختلف قسم کے سامان گرہستی فروخت کر دیا جائے"۔ (میری کہانی صفحہ ۵۰۱-۵۰۲)

یہی وہ عظیم الشان قربانیاں تھیں جنہوں نے پنڈت جواہر لال کو اور بھی زیادہ قیمتی بنا دیا۔ اور وہ مجاہدِ آزادی جس نے اپنے بچپن میں آزادی کے خواب دیکھے تھے۔ اور اس کے تصورات نے اس کی اپنی شخصیت کے بارہ میں بھی جیل کی سلاخوں کے پیچھے ایک خاکہ پیش کیا تھا۔ وہ اپنی جدوجہد میں کامیاب رہا۔ اور نہ صرف کامیاب رہا بلکہ جب وہ آزادی کی دیوی سے ۱۹۴۷ء میں ہمکنار ہوا۔ تو آزادی کی دیوی نے شکرانہ اور احسانِ خدمات کے طور پر وزارتِ عظمیٰ کی کرسی اس کے حوالہ کر دی۔ جس پر وہ مسلسل پونے اٹھارہ سال تک کامیابی کے ساتھ متمکن رہا۔ اور ملک کو ترقی کی بے شمار منازل طے کرا دیں۔

آزادیٔ وطن اور اپنی عظیم شخصیت کی جو پرچھائیاں پنڈت جی نے جیل کی سلاخوں کے پیچھے بیٹھ کر دیکھی تھیں۔ وہ خواب جو جاگتے انسان کا خواب تھا۔ اس کی جدوجہد کے سہارے وہ کس عظیم الشان طریق پر پورا ہوا۔ دیکھئے

"دنیا کے مصائب اور نزاعات پر اسی طرح غور کرتے کرتے ذاتی اور قومی مصیبتوں کو بھول گیا۔ بعض اوقات مجھے بڑی مسرت ہوتی تھی کہ تاریخ عالم کے نہایت انقلابی دور کا میں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہا ہوں۔ ممکن ہے کہ دنیا کے ان گوشوں میں آنے والے زبردست تغیرات میں میرا بھی کچھ حصہ ہو"۔ (میری کہانی صفحہ ۱۴۳)

دنیا کے مشاہیر نپولین۔ جولیس سیزر اور ہٹلر وغیرہ نے جو عالمی شہرت حاصل کی تھی وہ محض طاقت اور تشدد کے بل بوتے پر تھی۔ مگر بھارت کا یہ سپوت ایک غلام ملک میں پیدا ہوتا ہے۔ غلامی کی فولادی زنجیروں کا ایک مضبوط جال اس کے سارے ملک کو جکڑے ہوئے ہے۔ اس کے پاس کوئی مادی طاقت نہیں اس کے پاس کوئی فوج نہیں۔ وہ آہستہ رو انقلاب کا داعی بنتا ہے۔ اور یہ پھر یوں ہوتا ہے۔ جیسے

دنیا کی نرم ترین چیز "پانی" اپنے اندر شدت پیدا کر کے بڑے بڑے آہنی اور سنگین بندھوں کو توڑ کر پاش پاش کر دے۔ یا پھر نرم اور لطیف ہوا ... (باقی صفحہ ۱۴ پر)